

سرکاری رپورٹ

بلوچستان صوبائی اسمبلی

گیارہویں اسمبلی رساتواں ریکوویشنڈ اجلاس

مباحثات 2019ء

(اجلاس منعقد 30 جنوری 2019ء بمقابل 23 جمادی الاول 1440ھجری، بروز بدھ)

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔	2
2	دعائے مغفرت۔	3
3	وقفہ سوالات۔	4
4	رخصت کی درخواستیں۔	7
5	تحریک التواء نمبر 2 مجانب نصر اللہ خان زیرے۔	9
6	بلوچستان میں شدید خشک سالی اور غذا بیت کے بحث۔	10
7	جلد 3 شمارہ	

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 30 جنوری 2019ء بطابق 23 جمادی الاول 1440 ہجری، روز بده بوقت سہ پہر 04:00 منٹ پر زیر صدارت میر عبدالقدوس بزنجو، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔
میر عبدالقدوس بزنجو (جناب اسپیکر) :-
السلام و علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن
پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

يٰيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةَ ط إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِينَ هـ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٍ ط بَلْ أَحْيٰءُهُ وَلَكُنْ لَا تَشْعُرُونَ هـ وَلَنَبْلُو نُكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْحَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَفْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ط وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ لـ هـ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ هـ أُولَئِكَ عَلٰيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ قَفْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهَتَّدُونَ هـ

﴿پارہ نمبر، سورہ البقرہ آیات نمبر ۱۵۳ اور ۱۵۷﴾

ترجمہ:- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اے مسلمانوں مددلوں صبر اور نماز سے بیشکن اللہ صبر کرنے والوں کیہا تھے ہے اور نہ کہوں ان کو جو مرے گئے خدا کے راہ میں کمردے ہیں۔ بلکہ کہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو خرنبیں اور بالتبہ ہم آزمائیں تم کو تھوڑے سے ڈر سے اور بھوک سے اور نقصان سے والوں کے اور جانوں کے اور خوشخبری کہ ان صبر کرنے والوں کو کہ جب پہنچے ان کو کوئی مصیبت تو کہہ کہ اللہ ہی کامال ہے۔ اور ہم اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ایسے ہی لوگوں پر عنايتاں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہیں سیدھے راہ پر۔ صدق اللہ اعظم۔

میر عبدالقدوس بزنجو (جناب اپیکر): جزاک اللہ عزوجل جناب اپیکر! میر جان محمد خان جمالی:- جناب اپیکر! ایک تو دعا کرائیں کل جو شہین دھونے ہمارے لوارالائی کے، ایک بڑا واقعہ ہوا ہے اور یہ واقعہ ہمارے کہتے ہیں کہ Enemes at the gate، ابھی at the gate Ememy within آگئی ہے۔ اور بڑا افسوسناک واقعہ تھا، نیکی کا کام ہو رہا تھا۔ پولیس میں سروسر زدی جاری تھیں۔ اُس وقت انہوں نے hit کیا۔ اور اُس میں پولیس والے بھی شہید ہوئے ہیں۔ میں توقع کروں گا کہ یہاں ابھی وزراۓ تو بیٹھے ہیں، فوراً انکا، انسانی جان کی توکوئی تلافی نہیں ہے۔ لیکن اُنکے لواحقین کی فوری مدد کی جائے اور وہ جو civilian شہید ہوئے ہیں ان کی بھی مدد کی جائے۔ اس وقت بھی آپ اسمبلی میں آئے ہیں، انکی بڑی مشکل ڈیوٹی ہے، باہر یہ بھیگ رہے ہیں، صحیح سے پولیس آفیسر بیٹھا ہوا ہے ان کے توسط سے IG کو کہنا چاہتا ہوں کیا ان کے پاس rain-coat ہیں؟ بارش میں صحیح سے ٹھہرے ہوئے ہیں۔ rain-coat انہوں نے پہنے ہوئے ہیں کہ بھیگ رہے ہیں، security dutys کے لیے یہ سب مجموعہ ہے لیکن پہلے آپ دعا کرائیں۔

(شہدائے لوارالائی کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

میر اسد اللہ بلوچ (وزیر ملکہ سماجی بہبود): جناب اپیکر point of order:-

جناب اپیکر:- جی اسد بلوچ صاحب!

میر اسد اللہ بلوچ:- جناب اپیکر صاحب! ایک اہم نویعت کا کل بھی یہاں فاتحہ ہوئی تھی۔ پنجگور اور یہ بیلہ سانحہ کے حوالے سے میراپنا تحقیق جو مجروح ہوا ہے۔ میرا forum میں ہے کہ میں یہاں آ کر اُس کی اظہار کروں۔ ایک ایسا دردناک واقعہ 27 لوگ جو جل گئے۔ ایسا دردناک واقعہ میں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں سننا۔ اگر وہ ویڈیو آپ سینی آپ کو بھی رومنا آجائے گا۔ 21 تاریخ کو یہ واقعہ ہوا۔ رات کے 4 بجے تک ہم اسی مسئلے پر رہے۔ 22 تاریخ کو پھر میں گیا وہاں ایڈھی سینٹر پر، وہاں سے 4 بجے ہم نے یہ dead bodies لیکر کے ایمبولینس کے پیچھے میں خود بیٹھا رہا۔ 7 سو کلومیٹر پنجگور ہم گئے، اجتماعی طور پر جنازہ ہوا۔ باعزت طریقے سے ہم نے دن کیا۔ لیکن ایک channel جو حامد میر کسی channel کے ذریعے سے پتہ نہیں کہاں سے اُس کی نیت بدل گئی ہے۔ انہوں نے اسکو focus کر کے ”کہ جناب منظر صاحب وہاں تصویر کشی کر رہے ہیں۔ اور ہنس رہے ہیں“ میں یہ جانا چاہتا ہوں کہ بلوچستان کے ہم مرد ہمارے لئے قابل قدر ہے۔ بلوچستان کی عوام کا ہر درد ہمارے لیے ڈرد ہے۔ جہاں کہیں ایسے واقعات ہوتے ہیں، اُنکے لیے وہ چیزوں کو

مذاق نہیں بنائیں، زرد صحافت کا میا ب نہیں رہے گی۔ کسی کو خوش کرنے کے لیے حامد میر صاحب نے یہ ویڈیو چلائی ہے۔ لیکن وہ بلوچستان کے باقی معاملات کو دیکھنے میں سکتا ہے؟۔ اگر یہ dual-carriage-road ہوتا، تو یہ واقعہ بھی نہیں ہوتا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے اور بہت سے مسائل میں حامد میر صاحب! آپ ان کو بھی focus کریں۔ وفاق نے جس طریقے سے استھصال کیا اُن کو بھی focus کریں۔ صرف اپنی 40 لاکھ کی خاطر بلوچستان کے آپ کبھی سردار کے خلاف بات کرتے ہیں۔ بلوچستان کے کبھی آپ ممبر کے خلاف بات کرتے ہیں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرا استھصال جو مجرموں ہوا ہے اس پر منفعتہ طور پر اس کو محیثت اپسیکر اُس کو letter لکھیں کہ وہ اس کی وضاحت کریں تاکہ آئندہ کے لیے بلوچستان کے کسی بھی معزز ممبر کے ساتھ نہیں ہو۔ thank you جناب اپسیکر۔

جناب اپسیکر:- جی شکر یہ میر صاحب۔ اگر اس کو آپ تحریک کی شکل میں لے آتے تو House کی property بھی ہوتی۔ لیکن واقعی آج وہ بھی بحث ہے لیکن وہ میرا سد صاحب اپنی استھصال کی بات کر رہے ہیں۔ وقف سوالات۔ کیونکہ ابھی تک فسٹر لائیواٹاک suspend ہیں، تو اُس کے جتنے سوالات ہیں اُس کو اگلے اجلاس کے لیے ڈیفر کیا جاتا ہے۔ باقی خزانہ تو ہے نظر آرہا ہے ماشاء اللہ۔ جناب نصراللہ زیرے صاحب! اپنا سوال نمبر 8 دریافت فرمائیں۔

نصراللہ خان زیرے:- question نمبر 8۔ کیا وزیر خزانہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ محکمہ خزانہ میں سال 2017ء تا ستمبر 2018ء کے دوران آٹیٹر، جونیئر کلرک اور درجہ چہارم کی اسامیوں پر تعینات کردہ ملازمین کے نام بمعہ ولدیت اور جائے سکونت کی ضلع وار تفصیل دی جائے؟۔

وزیر محکمہ خزانہ:- جواب پڑھا ہوا تصویر کیا جائے۔ محکمہ خزانہ میں سال 2017ء تا 2018ء کے دوران آٹیٹر، سب آٹیٹر، جونیئر کلرک اور درجہ چہارم کی اسامیوں پر تعینات کردہ ملازمین کے نام بمعہ ولدیت اور جائے سکونت کی ضلع وار تفصیل خیہم ہے، لہذا اسمبلی لا بھری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اپسیکر:- کوئی ضمنی سوال۔ **نصراللہ خان زیرے:-** مسٹر صاحب کو زیادہ تنگ نہیں کروں گا۔ انہوں نے جواب دیا، میں جواب سے مطمئن ہوں میرا کوئی ضمنی نہیں ہے۔

جناب اپسیکر:- جناب نصراللہ خان زیرے! آپ اپنا سوال نمبر 14 دریافت فرمائیں۔

نصراللہ خان زیرے:- question نمبر 14۔ کیا وزیر خزانہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ محکمہ خزانہ

میں تعینات انتظامی آفیسر ان و دیگر اسٹاف کے نام بمعہ ولدیت، عہدہ، گرید اور لوکل، ڈو میسائل کی تفصیل دی جائے؟۔ اور محکمہ ہذا کے زیر کنٹرول دیگر اضلاع میں کس نوعیت کے کون کون سے اداروں کا قیام عمل میں لا یا جا چکا ہے؟۔ نیزان اداروں میں تعینات کردہ آفیسر ان و دیگر ملازمین کے نام بمعہ ولدیت، گرید، عہدہ، لوکل، ڈو میسائل کی تفصیل بھی دی جائے؟۔

وزیر محکمہ خزانہ:- جواب پڑھا ہوا تصویر کیا جائے۔

محکمہ خزانہ میں تعینات انتظامی آفیسر ان و دیگر اسٹاف کے نام بمعہ ولدیت، عہدہ، گرید اور لوکل، ڈو میسائل اور محکمہ ہذا کے زیر کنٹرول دیگر اضلاع میں مختلف نوعیت کے اداروں کا قیام نیزان اداروں میں تعینات کردہ آفیسر ان و دیگر ملازمین کے نام بمعہ ولدیت، گرید، عہدہ اور لوکل، ڈو میسائل کی تفصیل ضخیم ہے لہذا اسمبلی لا بہریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر:- کوئی ضمنی سوال۔

نصراللہ خان زیرے:- ok - اس کا تفصیلی جواب دیا ہے no question

جناب اسپیکر:- جی شکریہ زیرے صاحب ابڑے مہربان نہیں ہوئے۔ جناب نصراللہ زیرے اپنا سوال نمبر 15 دریافت فرمائیں۔

نصراللہ خان زیرے:- question نمبر 15۔ کیا وزیر کھیل و ثقافت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ محکمہ کھیل و ثقافت میں تعینات انتظامی آفیسر ان و دیگر ملازمین کے نام بمعہ ولدیت عہدہ، گرید اور لوکل، ڈو میسائل کی تفصیل دی جائے۔

وزیر محکمہ کھیل و ثقافت

جواب ضخیم ہے لہذا اسمبلی لا بہریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

عبدالقادر ہزارہ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ کھیل و ثقافت):- آعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ

بسم اللہ الرَّحْمٰن الرَّحِيم۔ جناب اسپیکر! میں واحد ممبر ہوں کہ آج سارے ساتھیوں کے سامنے یہاں پر admit کرتا ہوں کہ میں خود ان سوالوں کے جوابات سے مطمئن نہیں ہوں، اور اس کے خلاف یقینی طور پر جتنے بھی question آئے ہیں۔ جو detail میں پوچھا گیا حالانکہ آسان ہے۔ آج کچھ سوالات کے جوابات میں نے ڈھونڈ کر لائے ہیں۔ لیکن وہ تقسیم نہیں ہو سکتے ہیں اس وقت۔ اس کو kindly کسی دوسرے اجلاس میں

رکھا جائے۔ البتہ departmental کارروائی ضرور ہوگی۔ یہ میں On the Floor of the House. کہوں گا کہ جو ذمہ دار ہے جنہوں نے مطلب یہاں پر تسلی بخش جوابات نہیں بھیجا ہے، ان کے خلاف departmental-action ضرور ہوگی۔

جناب اسپیکر:- جی منشڑ صاحب! میرے خیال میں یہ منستر سے approve ہو کے اس House میں آتے ہیں، شاید پھر آپ بھیجے نہیں ہیں، پھر department کی بہت بڑی غفلت ہے۔ عبدالغفار ہزارہ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکومت کھیل و ثقافت) :- یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ وہ مجھے on-board لیا ہی نہیں ہے۔ اور ادھر بھیجا ہے اس لیے میں کہتا ہوں کہ departmental action ہو گا۔

جناب اسپیکر:- نہیں، یہ تو ہوتا ہی نہیں ہے، منشڑ کے بغیر آپ کے information میں لا کے یہ ہوتا ہے۔

وزیر حکومت کھیل و ثقافت:- میں admit کر رہا ہوں کہ مجھے on-board کر رہا ہوں۔ On the Floor of the House.

جناب اسپیکر:- پھر یہ بہت بڑی غفلت ہے، department کی بہت بڑی غفلت ہے۔

وزیر حکومت کھیل و ثقافت:- میں departmental action ہوں گا اُن کے خلاف جو بھی اس میں ذمہ دار ہوں گے۔ اگلے اجلاس کے لیے آپ اس کو defer کر دیں۔ thank you very much.

جناب اسپیکر:- جی یہ سوال اگلے اجلاس کے لیے ڈیفر کیا جاتا ہے۔ جی لانگو صاحب۔

اختر حسین لانگو:- جناب اسپیکر! آج کے اسپورٹس کے حوالے سے میرے بھی سوالات تھے، منشڑ صاحب نے جس اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کیا ہے وہ اس طرح کے ایوانوں میں بہت کم دیکھنے کو ملی ہے۔ اس میں تھوڑی سی اُس کے knowledge کے لیے اس کو بھی ذرا revisit کر لیں۔ اس کو بھی ذرا check کر کے دوبارہ بھجوادیں۔ جناب اسپیکر! اس میں جو میرا question ہے اُس میں ہم نے تفصیل مانگی ہے۔ انہوں نے صرف expenditure year دیا ہے اور dia ہے۔ اُس میں ہم نے تفصیل مانگی تھی کہ کن کن ضلعوں میں کون کون سے اسپورٹس کے سامان کس طریقے سے تقسیم ہوئے تھے؟ انہوں صرف سال 2014-15 کے 5.5 ملین۔ سال 2015-16 کے 30 ملین۔

جناب اسپیکر:- اس لیے تو منشڑ صاحب نے کہا ”کہ میں خود مطمئن نہیں ہوں۔“

آخر حسین لانگو:- ہم appreciate کرتے ہیں آپ کو لیکن میرا صرف کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اس کی بھی تفصیل دوبارہ بھجوادی جائے۔

جناب اپیکر:- ملکہ کھیل اور ثقافت کے سوالات دوبارہ بھیجیں تاکہ منشیر کے information میں آجائے اور وہاں سے دوبارہ آجائے۔ وقفہ سوالات ختم۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔ شمس الدین (سیکرٹری اسمبلی)۔ سردار سرفراز چاکرڈ ولی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ نجی مصروفیت کی بناء آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

جناب اپیکر:- آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:- میرضیاء اللہ لانگو صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئی سے باہر ہونے کی بناء آج کی نشست سے شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

جناب اپیکر:- آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:- نواب محمد اسلم رئیسانی صاحب نے نجی مصروفیت کی بناء آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اپیکر:- آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:- میر نعمت اللہ زہری صاحب نے نجی مصروفیت کی بناء آج سے تا اختتام اجلاس رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اپیکر:- آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:- میر محمد رحیم مینگل صاحب نے نجی مصروفیت کی بناء آج کی نشست سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اپیکر:- آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:- ڈاکٹر ربانہ خان صاحب نے نجی مصروفیت کی بناء آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اپیکر:- آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:- محترمہ زیدہ بی بی نے نجی مصروفیت کی بناء آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

- جناب اسپیکر:- آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔
- محمد نواز کا کڑا:- جناب اسپیکر! پواسٹ آف آرڈر۔
- جناب اسپیکر:- جی۔
- محمد نواز کا کڑا:- جناب اسپیکر! یہ ایمپلائز کے حوالے سے ایک مسئلہ درپیش ہے جو کہ BDA کے ملازمین کو ریگولرنیٹس کیا جا رہا اور کافی عرصے سے ان کی تگ و دوچل رہی ہے۔
- جناب اسپیکر:- کس چیز میں؟
- محمد نواز کا کڑا:- جناب اسپیکر! Regularization کے حوالے سے نان ڈولپمنٹ فنڈ کے حوالے سے، جو کہ آپ کے دور میں یہ $O\ K$ ہو چکی ہے اور اس پر آپ نے آرڈر بھی جاری کر دیا ”کہ ان کو کردیں“۔ اس کے باوجود وہ Summary ابھی تک چیف سینکڑی آفس میں غالباً پڑی ہوئی ہے۔ آج تک اس پر عملدرآمد نہیں ہوسکا۔ اگر آپ مناسب تجھیں اس ہاؤس کے توسط سے۔
- جناب اسپیکر:- اس میں آپ ایسا کریں کہ کوئی تحریک لائیں۔
- میرا خڑھسین لانگو:- جناب اسپیکر! اس معزز ایوان نے ایک قرارداد pass کیا تھا، جو BDA کے Daily wages contract ملازمین تھے۔ اس ایوان سے قرارداد pass ہوئی۔ جب آپ چیف منستر تھے اس وقت اسی قرارداد کو base ہا کر ان کی نوٹیفیکیشن بھی کی گئی، ڈیپارٹمنٹس سے وہ summary بھی آچکی ہے۔
- جناب اسپیکر:- اس کو کیبینٹ نے بھی منظور کیا تھا۔
- میرا خڑھسین لانگو:- کیبینٹ نے بھی منظور کیا تھا ساری چیزیں ہو گئی ہیں لیکن اب اس پر یورڈ کریں نے قدغن لگا کے اس کو روکا ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو کنٹریکٹ ملازمین ہیں ان کے ساتھ زیادتی ہے۔ اور اس ہاؤس کا استحقاق بھی اس سے محروم ہو رہا ہے کہ اس ہاؤس سے قرارداد pass ہوئی تھی اور کیبینٹ کے فیصلے کی بھی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ اور کورٹ نے بھی اس پر Contempt of Court Judgment دیا ہوا ہے اور وہ of Court کے زمرے میں آ رہا ہے۔ آپ سے ہماری درخواست یہی ہے کہ فوراً اس پر رونگ دیں کہ اس ہاؤس کی جو کارروائی تھی اس پر فی الفور عملدرآمد کیا جائے اور ان کنٹریکٹ ملازمین کی بے چینی کو دوور کیا جائے۔
- جناب اسپیکر:- بالکل میرے خیال میں تمیں اگر باقاعدہ ایک تحریک لائیں تو بہتر ہے۔ لیکن اس کو باقاعدہ کیبینٹ نے منظور کر دیا تھا اور وہ خود اس کا اپنے پیسے generate کر رہے ہیں۔ ان کے پیسوں کا بھی

مسئلہ نہیں ہے۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ CM صاحب بھی نہیں ہیں۔

میرا خڑھسین لانگو:- جناب! اس میں دوسری تحریک کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ اس پر رولنگ دے دیں ممکنے کو اور جن کے پاس اختیار ہیں ان کو پابند کر دیں کہ اس ہاؤس کے تقدس کا خیال رکھتے ہوئے یہاں سے جو چیز منظور ہوئی ہے اُس پر عملدرآمد کیا جائے۔

جناب اسپیکر:- چیف منٹر صاحب یہاں موجود نہیں ہیں۔ اُس سے معلومات حاصل کر کے اگر وہ نہیں کرتے ہیں پھر اس پر رولنگ دے دوں گا۔

نصراللہ خان زیرے:- جناب اسپیکر! میں حاجی صاحب اور لانگو صاحب کی بات کی تائید کرتا ہوں۔ بی ڈی اے ملازمین کا آپ نے اُس کی منظوری بھی دے دی۔ لیکن ابھی تک وہ regularise نہیں ہو سکے۔ اس کے علاوہ BCDA بلوجستان کوشل ڈولپمنٹ اخترائی کے کوئی 78 ملازمین ہیں ان بیچاروں کی کئی ماہ کی تغیریں ابھی تک ادا نہیں کی گئی ہیں۔ تو kindly اس حوالے سے بھی آپ چیف منٹر صاحب سے بات کریں یا کوئی رولنگ آپ دے دیں کہ BCDA کے ملازمین کا جو مسئلہ اُس کو بھی حل کیا جائے۔

جناب اسپیکر:- شکریہ زیرے صاحب۔ میرے خیال ہے چیف منٹر صاحب سے اس بارے میں حال و احوال کرتا ہوں۔ اگر وہ نہیں ہوتا ہے، پھر اس کا باقاعدہ۔ انشاء اللہ امید ہے کہ آگے ان چیزوں کو بڑھائیں گے۔ جناب نصراللہ خان زیرے صاحب کی جانب سے تحریک التواء نمبر 2 موصول ہوئی ہے۔ قواعد و انصباط کا ر بلوجستان صوبائی اسمبلی کی مجریہ ۲۰۱۹ء کے قاعدہ نمبر ۵ (۱) کے تحت تحریک التواء پڑھ کر سننا تا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ مورخہ ۲۹ جنوری ۲۰۱۹ء کو DIG آفس لورالائی میں خودکش حملے کے نتیجے میں متعدد افراد شہید اور درجنوں زخمی ہوئے۔ اخباری تراشہ مسلک ہے۔ اس واقعے کی وجہ سے صوبے کے عوام میں سخت خوف و ہراس پایا جاتا ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس افسوسناک واقعہ کو زیر بحث لایا جائے۔ آیا کہ مذکورہ کو تحریک التواء نمبر 2 پیش کرنے کی اجازت دی جائے؟۔ پونکہ تحریک التواء نمبر 2 کو ایوان کی حمایت حاصل ہوئی ہے۔ لہذا نصراللہ خان زیرے صاحب اپنی تحریک التواء نمبر 2 پیش کریں۔

نصراللہ خان زیرے:- جناب اسپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ تحریک التواء نمبر 2۔ میں اسمبلی قواعد و انصباط کا مجریہ ۲۰۱۹ء کے قاعدہ نمبر ۷ کے تحت ذیل تحریک التواء کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ مورخہ ۲۹ جنوری ۲۰۱۹ء کو DIG آفس لورالائی میں خودکش حملے کے نتیجے میں متعدد افراد شہید اور درجنوں زخمی ہوئے (خبری تراشہ مسلک ہے)۔ اس واقعہ کی وجہ سے صوبے کے عوام میں سخت خوف و ہراس پایا جاتا ہے۔ لہذا اسمبلی

کی کارروائی رک کر اس افسوساً ک واقعہ کو زیر بحث لایا جائے۔
جناب اپسیکر:- تحریک القواء نمبر 2 پیش ہوئی۔ لہذا تحریک القواء نمبر 2 کو مورخہ ۲۴ فروری 2019ء
بروز جمعہ بحث کے لئے منظور کیا جاتا ہے۔
مورخہ 29 جنوری 2019ء کی اسمبلی نشست میں مُؤخر شدہ کارروائی۔ بلوچستان میں شدید خشک سالی اور غذا ایت
کے بحران پر بحث۔

خشک سالی، بارش ہوئی اللہ تعالیٰ نے سن لی۔ میرے خیال میں شکر کریں اور دعا کرنی چاہئے۔ جی قائد حزب
اختلاف صاحب۔

ملک سکندر خان ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف)۔ جناب اپسیکر! ہم سب کو دعا گو ہونا چاہئے اللہ تعالیٰ کا
کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت برس رہی ہے۔

جناب اپسیکر:- میرے خیال میں دعا ہے تشكیر پڑھیں۔ (اس مرحلے میں باران رحمت کے لئے دعا ہے
تشکر ہوئی)

شُکرِ الحمدُ اللہ رحمت کی برسات ہوئی۔ اللہ تعالیٰ پورے بلوچستان پر بارش کی یہ رحمت برسائے اور نقصانات سے
محفوظ رکھے۔

قائد حزب اختلاف:- جناب اپسیکر! مشکور ہوں آپ کا 29 تاریخ کی جو کارروائی رہ گئی تھی۔ اُس پر
بحث کیلئے آپ نے ہمیں نائم دیا ہے۔ جناب اپسیکر! حکومتیں آنے جانے والی شے ہیں۔ پاکستان نے ہمیشہ باقی
رہنا ہے۔ بلوچستان نے ہمیشہ باقی رہنا ہے۔ پاکستان اور بلوچستان میں رہنے والے آج کے جو لوگ ہیں ان کی
نسلیں یہ باقی رہیں گی۔ حکومت کا جو اصل کام ہے چاہے وہ فیڈرل لیول پر ہو، صوبائی لیول پر ہو۔ صوبے اور
ملک کو قوت دینی ہیں اور یہاں لے سنے والے لوگوں کے مسائل کے بارے میں ان کی خوشحالی اور سکون کے لئے اپنی
جدوجہد کرنی ہے۔ اس بات پر کوئی دوسرا بات نہیں۔ کہ ہماری ۷۰ سالوں سے جو بھی حکومتیں رہی ہیں۔ وہ
صرف self-sustainability پر کام کرتی رہی ہیں۔ نہ قوم کی طرف توجہ رہی، نہ ملک کے استحکام اور
صوبے کی استحکام کی طرف توجہ رہی ہے۔ ہم روز یہاں آ کر یہی روناروئی ہیں لیکن میں جو عرض کروں گا گز شستہ
پانچ مہینوں سے ہمارے اپوزیشن کی طرف سے ہمیشہ یہی کہا جاتا رہا ہے ”کہاب ماضی کو چھوڑ دیا جائے آج حال
ہے۔ اس صورتحال کو دیکھا جائے اور مستقبل میں جس کی جو ذمہ داری ہے وہ پوری کی جائے“۔ اگر بلوچستان
میں خشک سالی اور غذا ایت کی کمی کا تھوڑا اس سرسری جائزہ لیا جائے تو یہ خشک سالی ایک سال کی نہیں ہے جناب

اپیکر۔ بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے سالہا سال سے بذریع پانی کم ہوتی رہی ہے۔ خشک سالی میں زیادتی آئی ہے۔ اور آج یہ وقت ہے کہ پینے کے پانی کو لوگ ترس رہے ہیں۔ یہ پسمندگی ایک سال کی نہیں ہے یہ سالہا سال کی پسمندگی ہے۔ آج بھی اگر، جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ ہم اس امید کے ساتھ اس اسمبلی میں ہیں اور قائد ایوان کی طرف سے بھی یہی بات آتی رہی ہے کہ آج اور اس اسمبلی میں وہ تمام ثبت کام ہوں گے جو صوبے یا صوبے کے عوام کیلئے مفید ہوں۔ ہم نے بھی مکمل یہاں سے ساتھ دینے کا اقرار بھی کیا ہے۔ تو آج جو کیفیت ہے آج بلوچستان میں خشک سالی کی یہ کیفیت ہے کہ لوگ باغات سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ فصلات سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ جو ٹیوب ویلز لگائے تھے وہ بھی خشک ہوئے ہیں۔ چشمے بھی خشک ہوئے ہیں۔ کاریزات بھی خشک ہوئے ہیں۔ اور اس کی پاداش میں صوبہ کے باغات، صوبہ سبزیات، صوبہ کا گندم، یہ بھی ناپید ہوتے جا رہے ہیں۔ جناب اپیکر! خشک سالی بھی ایک آفت ہے۔ کچھ ایسے آفات ہوتے ہیں جو all of sudden آ جاتے ہیں۔ وہ کسی کے بس میں نہیں ہوتے۔ زلزلہ آ جاتا ہے۔ لوگوں کو پامال کر جاتا ہے۔ سیلا ب آ جاتا ہے۔ لوگوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ لیکن یہ جو خشک سالی ہے یہ آفت sudden کی نہیں ہے۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ پہلے جو ہوا ہے وہ تو ہوا ہے۔ اب اس بات کی ضرورت ہے کہ بلوچستان کے تمام اضلاع کو آفت زدہ قرار دیا جائے کیونکہ اگر یہ اقدام نہیں ہو گا تو ہماری جو معیشت کا دارود مدارا یگر پلکھ پر ہے۔ اس کی توصیح میں نے جناب کے سامنے عرض کی ہے۔ مویشی جو ہمارے ہیں، پانی نہ ہونے کی وجہ سے ان کی بھی جوز بول حالت ہے۔ پچھلے دونوں کچھ اضلاع کے بارے میں بات آئی تھی۔ لیکن میں عرض کروں گا کہ مادا ہ صرف ایک ہی طریقے سے ہو سکتا ہے اور بلوچستان کے لوگوں کی ذریعہ معاش جو اس وقت جس کیلئے پریشان ہیں۔ دیہی علاقوں میں خاص طور پر اس بات کی ضرورت ہے کہ بلوچستان کے تمام اضلاع کو آفت زدہ قرار دیا جائے اور مرکز سے اس ضمن میں خصوصی پہنچ خشک سالی کے حوالے سے اعلان کرنے کیلئے دباؤ ڈالا جائے۔ اسی طرح جو مرکز کے پاس ہمارے گرانٹس ہیں، اس کے بارے میں فوری طور پر steps لئے جائیں تاکہ بلوچستان کے عوام کم از کم جب تک خشک سالی ختم نہیں ہوتی یا جوڑ بیڑا اس وقت proposed ہیں وہ بننے نہیں اُس وقت تک لوگوں کی جان کی امان ہو۔ جناب اپیکر! کوئی میں پانی کی جو مشکلات ہیں بارہا اس ہاؤس میں اس پر discussions بھی ہوئی ہیں۔ میں نے قرارداد پیش کی۔ مشکور ہوں ہاؤس کا کہ ہاؤس نے متفق طور پر قرارداد منظور کی۔ جو پہلے کوئی کے ساتھ ہوتا رہا میں اس کی بات نہیں کروں گا لیکن اس وقت جو ہو رہا ہے کوئی کیساتھ یہ توجہ طلب ہے۔ سات ارب روپے کا کوئی و اسپلائی اسکیم کا

ایک میگا پراجیکٹ تھا ب سننے میں یہ آ رہا ہے کہ یہ پراجیکٹ سترہ ارب روپے تک پہنچ چکا ہے لیکن ایک ذرہ بھی کوئی کو اس کا فائدہ نہیں پہنچا ہے۔ پاسپ زمین کے اندر بچھائے گئے ہیں۔ source نہیں ہے۔ جناب اپنیکر! ان کی کارکردگی اندھیرے میں چلی جاتی ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت اس ہاؤس سے یہی بات آ رہی ہے کہ آئندہ کوئی بھی غلط کاری نہیں ہوگی۔ تو میری گزارش ہوگی کہ اس امر کا فوری طور پر نولس میں لیا جائے اور یہ جونقصان کوئی بھی اثر سپلانی پراجیکٹ کے نام پر پہنچائے گئے ہیں، ان کا ازالہ بھی کیا جائے اور جو اس میں ملوث ہیں ان کو واٹگاف انداز میں دنیا کے سامنے لاایا جائے۔ جناب اپنیکر! اسی حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ یہاں یہ پوائنٹ آؤٹ ہوا تھا کہ جی ہیلٹھ اور ابجوکیشن میں ملازمتیں irregular-basis پر دی گئی ہیں۔ اور ہمیں بتایا گیا تھا ”کہ اُس کیلئے کیٹھی بنی ہے، انکو اڑی ہو رہی ہے، اس کا رزلٹ آنے پر راست اقدام اٹھایا جائیگا“۔ لیکن اب تک اُسکی طرف کوئی درحیان نہیں دیا گیا ہے۔ نہ ہی رپورٹ اس ہاؤس میں پیش ہوئی ہے۔ یا حکومت کی سطح پر کوئی قدم اٹھایا گیا ہے۔ تو اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ چونکہ آج سے ہم نے reforms کیلئے جانا ہے۔ اس اسمبلی نے reforms کیلئے جانا ہے۔ اس اسمبلی کا یہ عہد ہے کہ جب تک ہم ہو نگے ہم reforms پر جائیں گے۔ ہم کسی بھی غلط کارروائی کو روکیں گے۔ اور جو بھی اُس میں ملوث ہو گا اس کو ہم پوائنٹ آؤٹ بھی کریں گے۔ اور جو اس کی سزا نہیں ہے وہ سزا بھی دیں گے۔ تو اس وقت جو بلوچستان کی کیفیت ہے جناب اپنیکر! پانچ میئنے بیت گئے، ایک simple issue سا کا، اُس پر پانچ میئنے مختلف بند کروں میں میئنگ ہوتی رہی ہیں لیکن اب سال ختم ہونے کے قریب ہے اسکا کوئی out-put باہر نہیں آیا ہے۔ اس کو جتنا delay کیا جائیگا اتنا ہی بلوچستان کے لوگوں کا نقصان ہو گا۔ اُنکے مسائل double ہوتے جائیں گے۔ اُن کی مشکلات بڑھتے جائیں گے۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ جو ترقیاتی اسکیماتیں ہیں، جو پی ایس ڈی پی ہے جس پر جو کارروائی ہونی چاہیے اُسکو conclude کر کے اُسکو ہاؤس میں لایا جائے۔ تاکہ بلوچستان میں اس گورنمنٹ کا ترقیاتی کام شروع ہو جائے۔ اور لوگوں کو یہ باور ہو جائے کہ یہاں لوگوں کے مسائل حل بھی ہوتے ہیں۔ جناب اپنیکر! چونکہ چیف منسٹر صاحب نہیں ہیں، وہ ہوتے تو بہت اچھا ہوتا۔ ہم یہ کہتے ہیں ہمارے ساتھ جو ثیریڑی پیچھر کے دوست آتے ہیں ہم اُن سے یہی گزارش کرتے ہیں کہ بلوچستان کے حلقوں کو برابری کی بنیاد پر treat کیا جائے۔ ہم اگر ہر زبان اختلاف میں ہیں تو ہم نے بھی بارہا کہا ہے کہ ہم کوئی ایسی بات صرف point-scoring کیلئے میں نے کوئی بات آج تک نہیں کی ہے۔ اور ہمارے ساتھی بھی صرف جو مسائل ہیں وہ اجاگر کرتے ہیں۔ اب ہمارے جو حلتے ہیں۔

جناب اسپیکر:- ملک صاحب! من خصراں کریں۔ آپ کا دس منٹ تھا آپ نے پورے بھیں منٹ لے لیے ہیں۔ باقی بھی ممبرز ہیں۔

قائد حزب اختلاف:- جناب اسپیکر! میں conclude کر رہا ہوں۔

جناب اسپیکر:- جی شکریہ۔

قائد حزب اختلاف:- تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ ایک universal law ہے یہ انصاف ہے کہ ہم اگر حزب اختلاف میں ہیں ہمارے حلقات کے لوگ وہ تم مخصوص ہیں۔ اگر یہ جو انکوترقی دی جا رہی ہے، بلوچستان کو یہاں one-sided ہوتی ہے، تو یہ ظلم ہوگا۔ اور تمام حقوقوں کے لوگوں کو برابری کی بنیاد پر اگر ترقی دی جائے تو یہ انصاف ہوگا۔ ہم یہ کہتے ہیں، ہم آپ کے توسط سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ بلوچستان میں حزب اختلاف کے جو 23 ساتھی ہیں، انکے تمام حقوقوں کو اسی طریقے سے لیا جائے جس طرح حکومت کے ساتھیوں کے حلقات ہیں۔ اور ایک بات، چونکہ چیف منٹر صاحب نہیں ہیں، آپ کے توسط سے میں عرض کروں گا کہ انتقامی کارروائیوں کے بارے میں ہمیں کہا گیا ہے ٹریپری ٹینچر کی طرف سے اور آج ہمارے معزز وزراء کرام تشریف فرمائیں ان کا بھی یہی فرمان ہے، چیف منٹر صاحب کا بھی یہی فرمان ہے ”کہ کسی کیسا تھکی کسی قسم کی کوئی زیادتی نہیں ہوگی“، لیکن جناب اسپیکر! apparently ہمارے ساتھیوں کے حقوقوں کو ٹارگٹ کیا جا رہا ہے۔ واشک سے ایک ایم پی اے ہے، زا بد علی ریکی صاحب، unfortunately for him کہ وہ حزب اختلاف میں ہے۔ لیکن جناب اسپیکر! سپرنڈنڈنٹ سے لیکر ڈپٹی کمشنر تک سب کو یہ تغییر دی جا رہی ہے ”کہ کسی طریقے سے زا بد کی جو تمام باتیں ہیں، ان کو ignore کرو۔ زا بد کو پیچھے ڈالو، زا بد کی کوئی بات نہیں مانو“۔ ہم نے چیف منٹر صاحب کو بھی بارہا کہا ہے لیکن اب تک ایسی کوئی positive sign اس طرف سے نہیں ہے۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ سرکاری آفسرز اپنے tenure پوسٹوں پر جاتے ہیں۔ پیشک وہ اپنی پوسٹوں پر جائیں۔ لیکن یہ حق کس کو پہنچتا ہے کہ وہاں یہ تغییر دینا شروع کر دے، اپنے قلم میں ہو تو بھی زا بد کے خلاف کارروائی ہو اور اپنے قلم میں نہ ہو کسی اور کے پاس ہو تو بھی یہ کہا جائے کہ زا بد کی بات نہ مانی جائے؟۔ ہمارے خضدار کے ایم پی اے ہیں میر یوسف عزیز زہری صاحب۔

جناب اسپیکر:- ملک صاحب! میرے خیال میں وہ آپ اُس سے باہر آ رہے ہیں، ایک ٹائم بھی بہت زیادہ لیا اور topic سے بھی۔

قائد حزب اختلاف:- میں ایک قائد کی حیثیت سے جناب کے سامنے کھڑا ہوں اور ہمارے حقوقوں

میں اگر زیادتی ہو گی تو ہم آپ کے سامنے نہیں رکھیں گے تو ہم کہاں جائیں؟۔ اپنے سی ایم صاحب کو کہہ دیا ہے درخواستوں سے کرداری کل ہم سارے جو حزب اختلاف کے ساتھی تھے سارے ہم جا کے ان سے ملے۔ آج وہ تشریف نہیں لائے ہیں تو یہ اچھا ہوتا کہ ہم ان کے سامنے یہ اپنی گزارشات کرتے۔ اور ان کی طرف سے جو بھی جواب آتا۔ تو اگر ہم یہ چیزیں جناب کے سامنے نہیں رکھیں، ہاؤس میں ان بھائیوں کے سامنے نہیں رکھیں تو پھر ہم کہاں یہ روناروئیں؟۔ اب ہمارے خضدار کے ایم پی اے صاحب کے آج XEN کو ٹرانسفر کیا جا رہا ہے۔ آج ڈی او ہیلٹھ کو ٹرانسفر کیا جا رہا ہے، اسٹینٹ کمشنر کو بھی۔ اب یہ اس حوالے سے ہم نہیں کہتے ہیں کہ ٹرانسفر زو پسٹنگ کیوں نہیں ہیں۔ یہ تو prerogative ہے گورنمنٹ کا۔ لیکن اس نیت سے کہ ایم پی اے کیلئے hurdle-create ہوں۔ یہ نامناسب عمل ہے۔ یہ صحیح عمل نہیں ہے۔ یہ غلط عمل ہے۔ ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ اور آپ کے توسط سے ہماری گزارش ہے کہ ہمیں بیوروکری کی ذریعے ہمیں اس طرح خوار نہیں کیا جائے۔ آپ پیشک اپنی routine پر جو بھی آپ کے transfers ہوتے ہیں لیکن ٹارگٹ بنائے کہ اس کو نیچا دکھانا ہے تو یہ ظلم ہو گا۔ اسی طرح ہمارے شاء بھائی کا ایک اسٹینٹ کمشنر کسی کے کہنے پر ان کو بھی یہ آ جاتا ہے ”کہ فلاں کے کہنے پر تمہارے اسٹینٹ کمشنر کو“۔ تو مطلب میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے ان ساتھیوں کیسا تھا اس قسم کا رو یہ جو ہے یہ یقیناً میں عرض کرتا ہوں کہ یہاں تاکہ آپ نے ناگم لیا ہے۔

جناب اپیکر:- جو topic ہے پہلے اس کو conclude کریں کیونکہ آپ نے ناگم لیا ہے۔

قائد حزب اختلاف:- میں نے اسی لئے اس topic کو منحصر کیا ہے۔

جناب اپیکر:- ماشاء اللہ یہ منحصر تھا؟۔ اگر اس میں تفصیل ہوتی تو پھر کیا ہوتا منحصر کا یہ حال تھا۔

قائد حزب اختلاف:- میں مشکور ہوں میں اس سلسلے میں یہی عرض کروں گا کہ بلوچستان کے تمام اضلاع کو آفت زدہ قرار دیا جائے اور این ایف سی ایوارڈ کیلئے جناب یہاں سے کارروائی کریں تاکہ فوری طور پر این ایف سی ایوارڈ کا جو حصہ ہے بلوچستان کا، وہ ملے۔ اور مرکز سے بلوچستان کو خشک سالی کیلئے خصوصی پیچ کا اعلان ہو۔ شکریہ۔

جناب اپیکر:- جی شکریہ۔ میرے خیال میں آفت زدہ بھی قرار نہیں دینے گے الحمد للہ بارشیں شروع ہو گئی ہیں۔ اور این ایف سی ایوارڈ کا بھی میئنگ میرے خیال میں اگلے ماہ شروع ہونے والا ہے۔ یہ دونوں کام آپ کے ہوئے۔ جی شکریہ بلوچ صاحب! اور باقی جتنے دوست اس topic پر بولنا چاہتے ہیں وہ نام پیچ دیں۔

شاء اللہ بلوچ:- بسم اللہ الرحمٰن الرّحيم۔ شکریہ جناب اپیکر صاحب۔ میرے خیال میں جس طرح ملک

صاحب نے بحث کا آغاز کیا اگر آپ اسیں دیکھیں کہ ہماری اس موضوع سے دو چیزیں مسلک ہیں ایک ہے ”بلوچستان میں شدید خشک سالی اور غذا بیت کا بحران“، ویسے آپ نے کبھی سنا ہو گا کہ لفظوں کو کبھی بہت ہی خوبصورت پیرائے میں پیش کیا جاتا ہے۔ ”غذا بیت کا بحران“، دراصل اس سے مراد ہے ”بلوچستان میں بھوک و افلاس“، اس کو اردو میں بہت ہی خوبصورتی سے انہوں نے transform کیئے ہیں، ”غذا بیت کا بحران“ کا لفظ کا نام دیا ہے۔ ہمارے آج کا اس پورے discussion کا جو ہمارے ذہن میں تھا کہ اس کا مقصد یہ تھا کہ بلوچستان میں خشک سال توہر نہ، آٹھ سال کے بعد بلوچستان میں ایک spel آتا ہے۔ ایک period آتا ہے۔ اور بلوچستان کے کافی علاقے خشک سالی کی زد میں آتے ہیں۔ بالخصوص south-west بلوچستان کا، جہاں پر یہ مون سون کا اثر نہیں ہوتا۔ یہ جو بارشیں ہوئی ہیں خدا کی مہربانی ہے ہم سب نے دعا میں کی ہیں، لوگوں نے اجتماعی طور پر دعائیں کی ہیں۔ لیکن یہ بارشیں خشک سالی اور بھوک کا علاج نہیں ہے۔ دوچار آسمان سے گرنے والی نعمت خداوندی کے قدرے یہ ہزاروں سالوں سے اس خطے میں گرتے آ رہے تھے۔ یہ انشاء اللہ جاری و ساری بھی رہیں گے لیکن بلوچستان میں جو over-all خشک سالی نے جو بتاہی مچائی ہے اس کا جو معاشی اثر ہوا ہے۔ اس کا جو معاشرتی اثر ہوا ہے ہمارے معاشرے پر، اس کا ہمارے لوگوں کی صحت پر، روزگار پر، وہ ایک بہت دقیق موضوع ہے۔ اس کو صرف اس بنیاد پر نہیں لیا جاسکتا کہ ہماری ساری تحریکیں باش سے مسلک تھیں۔ بارشیں ہوں گی لہذا بلوچستان میں خشک سالی ختم ہوگی۔ خشک سالی سے جو ہوئی ہماری معیشت کے جو بھی تکالیف مشکلات تھے، یہ روزگاری، بدحالی، بیماریاں، لاکیو اسٹاک یعنی ہماری جو املاک ہیں ہمارے مال و مولیشی کے وہ سارے جو ہیں ایک دن میں درست ہو جائیں گے۔ اور یہ صوبہ تقریباً پیاس سالوں سے اسی طرح ہے۔ تو خشک سالی کے حوالے سے ملک صاحب نے جو تقریباً cover کر لیا۔ ہم بات کی حمایت تو کر رہے ہیں لیکن آپ کو یہ سوچنا ہو گا کہ جب تک آپ نے بلوچستان کے ان اضلاع کو جہاں پر قحط سالی اپنے شدوم کے ساتھ پائی جاتی ہے، اُسکو دو چار بارشیں اُس خشک سالی کے اثرات کو معاشی، معاشرتی، روزگار، صحت کے حوالے سے ختم نہیں کر سکتی۔ آپ بلوچستان کے ان اٹھارہ سے بیس اضلاع کو آفت زدہ علاقے قرار دے دیں، ان کو climate-hit area اور affected area drought قرار دیں۔ اور وہاں پر ان اضلاع میں ایک ڈولپمنٹ ایئر جنسی نافذ کریں۔ ڈولپمنٹ ایئر جنسی ایک ایئر جنسی ہوتی ہے جو پولیس کی ہوتی ہے۔ جس سے ہم ہمیشہ واقف ہیں۔ ایف سی والے تعیات کرتے ہیں۔ ایک ہوتی ہے ڈولپمنٹ ایئر جنسی جس طرح ہم کبھی ایجوکیشن کی ایئر جنسی کی بات کرتے ہیں کہ جن علاقوں میں بھوک، افلاس، پیاس،

غربت، بیروزگاری، بدحالی، قحط سالی، مال و مویشوں کی تباہ حالتی، آپ وہاں پر ایک ڈولپمنٹ ایمیر جنگی نافذ کریں۔ اور ہم نے جو پی ایس ڈی پی کا discussion کیا تھا اس کو اس کے ساتھ link کر کے جو بھی پی ایس ڈی پی بنائیں گے جو بھی ڈولپمنٹ پلان بنائیں گے اس کو link کریں کہ جی اس خشک سالی کے اثرات سے نمیں۔ یہ ایک visionary Leadership کا کام ہوتا ہے کہ وہ ان تمام معاملات کو ایک دوسرے کے ساتھ inter-link کر کے خشک سالی کے لئے long-term-planning کرتے ہیں اور خشک سالی میں صرف نہیں ہوا تھا کہ جی بارشیں نہیں ہوئیں۔ ہمارے کچھ چداہ گا ہیں وہاں پر خشک سالی نے ہماری ثقافت کو، ہمارے لوگوں کی آبادی کو، ہمارے گاؤں اور شہر جو ہیں گاؤں کے گاؤں غیر آباد ہو گئے۔ اور قبرستان آباد ہو گئے ہیں خشک سالی کی بدلت یہ بہت بڑا قومی المیہ ہے۔ اور اس کے اثرات بلوچستان میں آنے والی تمیں سے چالیس سالوں تک رہیں گی۔ اس کا براہ راست تعلق ہیاتھ سے ہے۔ اس کا براہ راست تعلق واٹر اینڈ سینیشن سے ہیں۔ اس کا براہ راست تعلق ایجوکیشن سے ہے۔ اس کا براہ راست تعلق employment سے ہے۔ اس کا براہ راست تعلق ہماری سوشل سائیکل او جی سے ہے۔ ڈولپمنٹ سے ہے۔ تو اسی لئے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے دوبارہ یہ جو topic جو بالخصوص خشک سالی کا رکھا کہ اس پر مزید بحث نہیں کریں گے۔ بلوچستان کے ان تمام علاقوں کو آفت زدہ قرار دیں، جو بھی منی بجٹ اور پی ایس ڈی پی پلان ہو رہا ہے۔ اس میں ان آفت زدہ علاقوں کی پانی، صحت اور روزگار اور دیگر جو لائیواسٹاک سے related امور ہیں، مال و مویشی سے اس کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک ایمیر جنگی ڈولپمنٹ پلان بنائیں۔ اور اکیسویں صدی میں قومی بڑے organised طریقے سے یہ کام کرتے ہیں۔ بلوچستان کی ایک کروڑ بیس لاکھ کی آبادی کو اس طرح کی غربت اور بدحالی سے آسانی سے نکالا جاسکتا ہے۔ میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دونگا اب میں آتا ہوں اسکو Link کرتے ہیں غذا بینیت کے بھرائی کے ساتھ۔ بھوک کے ساتھ۔ جناب والا! آپ کے علم میں ہو گا کہ بلوچستان اس وقت تقریباً بلوچستان میں 83.4 فیصد انسان یعنی ایک کروڑ بیس لاکھ میں سے تقریباً کوئی نوے لاکھ کے قریب جو ہماری آبادی ہے، وہ کسی نہ کسی بھوک کا شکار ہیں۔ خوراک صرف روٹی کا، سالن کا نام نہیں ہوتا۔ ایک انسان کو زندہ رہنے کے لئے، ایک انسان کو معاشرے میں productive پیداوار انسان بننے کے لئے، اس کی ہنی بلوغت کے لئے، اس کی جسمانی طاقت کے لئے، اس کو بہت سی خوراک کے اجزاء ضروری ہوتے ہیں۔ اس کے لئے کافی نیوٹرنس ہیں، کافی وٹائز ہیں۔ یہ آپ نے دیکھا ہو گا کہ کچھ قومی ہمیشہ لاغر رہتے ہیں چھوٹے رہتے ہیں، بونے رہتے ہیں۔ اور ان کے اوپر یہ الرام ہمیشہ لگایا جاتا ہے، نہیں چاہتا اے جی۔

وہ بڑے نسلی طور پر اگر وہ تھوڑے قد اتنی کم ہو جاتی ہے لیکن جو ہمارے لاغر بدن ہیں، چاٹنے سے زیادہ لاغر بدن، زیادہ بھوکے، وہ ہمارے ہاں ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ہماری نظریں ان پر نہیں پڑتی ہیں۔ تو بلوچستان میں 83.4 فیصد کے قریب تقریباً ہماری آبادی کسی ناکسی طریقے سے وہ بھوک کاشکار ہیں۔ اور یہاں پر جناب والا میں آپ کو کہوں کہ صرف ہماری تقریباً ایک ایسی آبادی ہے جس کو تھوڑی بہت غذا سنت جو ہے وہ کسی ناکسی قسم میں مل جاتی ہے۔ چاہے روزگار انکو ملا ہے۔ دوسرا ہے۔ اب میں ذرا بتانا چاہوں گا کہ یہ غذا سنت ہے کیا؟۔ میں اس لئے اس debate اور discussion کو لانا چاہ رہا تھا کہ جب تک بلوچستان میں آپ نے دیکھا ہوگا ہمارے بچے تعلیمی حوالے سے پسمندہ رہ جاتے ہیں۔ ہمارے بچے سوچ و فکر کے حوالے سے پسمندہ رہ جاتے ہیں۔ ہمارے بچے روزگار کرنے میں دلچسپی نہیں لیتے۔ ہم کہتے ہیں کہ جی lazy ہیں یا وہ کیا کہتے ہیں کہ قابل ہیں۔ home-sick ہیں۔ کوئی ان سے کوئی activity نہیں ہو پاتی۔ یہ کوئی قدرت کی طرف سے کسی قوم کے اوپر اس طرح کے حالات نازل نہیں ہوتے۔ یہ جناب والا دراصل معاشرے میں جس طرح کی آپ کو ترقی جس قوم کو یعنی بلوچستان میں 62 فیصد انسانوں کو پینے کا صاف پانی میرنہیں ہو۔ بلوچستان کی تقریباً 80 فیصد آبادی کو سحت کی اچھی سہولتیں میرنہیں ہوں۔ آپ کوں کر جیرانگی ہو گی کہ بلوچستان میں ہر ایک ہزار بچوں میں سے ایک سو ساٹھ بچے اور قریباً ایک سو ستر، گوکہ اعداد و شمار اس لئے کبھی صحیح نہیں ہوتے ہمارے ہاں ساری چیزیں recorded نہیں ہیں۔ ایک سو ستر بچے out of one thousand ایک ہزار بچوں میں سے وہ اپنی زندگی کے پانچواں سال یا پانچواں سال بھار دیکھنیں پاتے۔ ان کے ماں باپ وہ بہار، وہ اپنے بچوں کو جو ہے وہ پانچ سال کے بعد وہ موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ وہ لقمہے آجل بن جاتے ہیں۔ بھوک، غربت اور افلاس کا۔ جبکہ یہ شرح پاکستان کے دوسرے صوبوں میں کہیں پر چاپس ہے کہیں پر چالیس ہے کہیں پر ساٹھ ہے۔ اور کہیں پر اسی ہے۔ ہمارے ہاں ہماری مائیں غزا سنت سے محروم ہونے کی وجہ سے بچہ جنم دیتے وقت بلوچستان میں 950 سے لیکر 1160 مائیں زچگی اور بچگی کے عمل کے دوران out of one hundred thousand ایک لاکھ عورتوں میں سے ماں اور بہنوں میں سے گیارہ سو کے قریب، بارہ سو کے قریب ہماری مائیں اور بہنیں جو ہیں وہ بچہ جنم دیتے وقت وہ لقمہے آجل بن جاتی ہیں موت کا۔ تو کسی نے کبھی سوچا ہو گا کہ یہ موت کا فرشتہ بلوچستان کے بیالاں میں کیا کر رہا ہے۔ موت کے فرشتے کو کسی آباد جگہ پر ہونا چاہیے تھا۔ لیکن اس لئے یہ دیران جگہوں پر موت کا فرشتہ ہمارا پیچھا کر رہا ہوتا ہے کہ ہم سیاسی جماعتیں، ہم پلیٹکل پارٹیز، ہم حکمران، ہم کبھی بھی جمہوریت کو، حکومت کو، غربت کے ساتھ، بھوک کے ساتھ، افلاس کے ساتھ، موت کے

ساتھ، بیروزگاری کے ساتھ Link نہیں کرتے۔ یہ ساری چیزیں ایک دوسرے کے ساتھ inter-connected ہیں۔ مسلک ہیں۔ اور قوموں کی ترقی بھی مسلک ہے بیماریوں کے ساتھ، بھوک کے ساتھ، افلاس کے ساتھ۔ پانچ قسم کی غذا بیت سے محرومی کی اقسام ہیں۔ لاغر پن ہے، درمیانے درجے کی غذائی کمی ہے، شدید درجے کی غذائی کمی ہے۔ بہت technical-terms ہیں۔ میں ان سب میں نہیں جانا چاہوں گا۔ ہمارے کافی دوست و یہے بھی اسمبلی میں آج ہمارے اراکین نہیں ہیں، حکومتی اراکین۔ اس بحث میں ان کو بیٹھنا چاہیے تھا، اس کی ایک وجہ ہے حکومت بلوچستان نے کچھ دن پہلے بھی میرے خیال میں کوئی چھوٹی سی میٹنگ اور کانفرنس کی۔ بلوچستان کے بیورو کریسی میں حکومت میں کچھ ہیں جو دُور اندر لیش لوگ ہیں جو ان معاملات کو سمجھتے ہیں، حکومت بلوچستان بلکہ حکومت پاکستان نے اقوام متحده کے ساتھ SDG's جس کے کچھ سترہ Foals Sustainable Development Goals ہیں، وہ sign کیا ہے۔ اور ان Foals میں وہ committed ہے، ایک وعدہ ہے اقوام متحده کے ساتھ اس کا Goals نمبر 2 یعنی اس کا commitment نمبر 2۔ دوسرا جو وعدہ یہ ہے کہ ہم پاکستان کے تمام علاقوں میں سے کیساں طور پر بھوک کا خاتمه کریں گے۔ اگر بھوک اتنا ہمیت کا حامل مسئلہ نہ ہوتا، غذا بیت، تو اقوام متحده Sustainable Development Goals کا goals نمبر 2 پر جو ہے، اسکو شامل ہی نہیں کرتا۔ پہلے میں غربت ہے۔ تو دوسرے میں انہوں نے بھوک کو شامل کیا ہوا ہے۔ اس کی ایک وجہ سے ہے جناب والا! جب بھوک کسی معاشرے میں موجود ہوتا ہے، اسکے کافی نقصانات ہیں۔ گو کہ پاکستان کے اندر اسیں کوئی 2.4-2.3 ملین ڈالرز کے قریب پاکستان کو اور بلوچستان کی economy کو خود جب اس میں سے بلوچستان کا حصہ نکالیں تو کم از کم چار سو پانچ سو ارب سالانہ ہمارے معيشت کو نقصان ہو رہا ہے۔ میں آپ کو چھوٹی سی مثال دوں۔ جب کسی علاقے میں ابھی صاف پینے کا پانی نہیں ہوتا ہے، صحت کی سہولتی نہیں ہوتی ہیں، بھوک ہوتا ہے۔ اس وقت جب جو ہماری پی ایس ڈی پی ہے وزیر صحت صاحب بیٹھے ہوئے تھے، چلے گئے۔ جو بلوچستان میں ہیاتھ کے شعبے میں ہمارا جو پی ایس ڈی پی ہے، پیلک سیکٹر ڈپلمنٹ جو پلان ہے اسکا جو بجٹ ہے وہ کوئی پینتیس سے چالیس ارب روپے تک کا ہے۔ ایک صحمند قوم کو ایک کروڑ بیس لاکھ کی آبادی ہے ہماری، ہمیں صحت کے شعبے میں اتنے ویسے بجٹ کی ضرورت نہیں تھی۔ ہم یہ پیسہ اگر initially plan کریں کہ بلوچستان میں لوگوں کو بیماریوں سے بچانے کے لئے اور بیماریاں آتی کہاں سے ہیں۔ بیماریاں آتی ہیں پیلک ہیلتھ انچینرنگ، واٹر اینڈ سانیشن سے ہیں۔ ان کا فنڈر صاحب بھی ابھی اٹھ کے چلا گیا۔ یہ ساری چیزیں ایک دوسرے کے

ساتھ Linked ہیں۔ اگر آپ بلوجستان میں 100%، سوفیصل لوگوں کو آبادی کو پینے کا صاف پانی جو تمام جراشیم سے بیاریوں سے پاک پانی فراہم کریں۔ بلوجستان کا automatically ہمیلتھ کا بجٹ دس سے بارہ ارب روپے تک نیچے آ جائیگا۔ کبھی آپ نے یہ discussion بلوجستان کے گورنمنٹ میں کبھی اس کی حکمرانی میں کبھی حکومت میں نہیں سنا ہوگا، اس لئے کہ ہم نے حکمرانی کو محض جس طرح ابھی ملک صاحب تقریر کر کے جا رہے تھے۔ میں بار بار دوہرата ہوں۔ بقیتی ہے اس صوبے کی، اس کے عوام کی کہ یہ ہے کہ یہاں پر جو بھی آتا ہے وہ یہاں پر شہنشاہیت قائم کر کے ٹرانسفرز و پوسٹنگ اور پانچ مہینے میں مساوات سیکڑیوں کے، ڈپٹی کمشنروں کے، وزراء کے، ٹرانسفرز اور پوسٹنگ کے کچھ نہیں ہوا۔ اور نہیں بھی ہوگا اس لئے کہ یہ بہت بڑا mind-set change کا governance ہے۔ جب تک بلوجستان میں mind-set change کے ساتھ بڑھیں گی۔ اور جاری و ساری رہیں گی۔ بگلہ دیش اور ایتھوپیا کا ذکر آپ نے کافی سنا ہوگا۔ بگلہ دیش 1970ء، 1971ء میں ہم سے الگ ہوا۔ 1970ء کے دہائی میں 80ء کے دہائی میں بگلہ دیش اور ایتھوپیا وہ علاقے ہوا کرتے تھے جہاں لوگ جہاں وہ بچوں کی تصویریں دکھارہے ہیں کہ گڈا زنکا گوشت نوج رہے ہیں۔ اور یہی صورتحال بگلہ دیش کی تھی۔ ہم سے بگلہ دیشیوں نے جو مطالبات کئے وہ بھی سارے وہ بھوک سے، وہ بدهالی کی وجہ سے، وہ پاکستانی فیڈریشن اور پاکستان کی سیاسی اشرافیہ کے اور ان کی پالیسیوں سے بیزار ہو گئے۔ تو جناب والا آج وہی بگلہ دیش اور ایتھوپیا دنیا میں بھوک اور غربت کے خاتمه کے لئے ایک مثال بن گئے ہیں۔ انہوں نے اپنی ڈولپمنٹ، پالیسیاں، آج بگلہ دیش جیسا جب وہ ہمارے ساتھ پاکستان میں ہوا کرتے تھے جس طرح آج بلوجوں کا یا پشتو نوں کا ایک شیر قوم کا مذاق اڑایا جاتا ہے، جاہل ہیں، قائل ہیں، ہم بونے ہیں۔ اسی طرح ان کا مذاق اڑایا جاتا تھا۔ آج ان کا جناب والا foreign exchange reservoirs پاکستان کے double foreign exchange reservoirs ہیں۔ وہ کسی ملک کے پاس نہیں جاتا۔ اس کا انہوں نے کیا۔ انہوں نے اپنے انسانوں پر توجہ دی۔ انہوں نے بھوک کا خاتمه کیا۔ بیاریوں کا خاتمه کیا۔ جاہلیت کا خاتمه کیا۔ اچھی تعلیم دی۔ کافی interventions ہیں۔ ان کا بھی ذکر اگر میں کروں گا کوئی بھی relevant منظر یہاں بیٹھا نہیں ہے۔ وقت بھی ضائع ہو جائیگا۔ آپ بھی بیزار ہو جائیں گے۔ اب اس وقت صورتحال کیا ہے کہ دنیا میں کوئی 795 ملین کے قریب لوگ جو ہیں گو کہ کسی نہ کسی غذائیت سے محروم ہیں اور پوری دنیا میں اگر کوئی خطہ ہے جو سب سے زیادہ غذائیت سے محروم یا بھوکوں کا regional ياخظہ کہتے

ہیں، اس کو جنوبی ایشیاء کہتے ہیں۔ اور جنوبی ایشیاء میں اگر سب سے زیادہ بھوک اور افلas پایا جاتا ہے۔ جنوبی ایشیاء جو تقریباً 2 ارب کے قریب انسانوں کے جو ہیں وہ آبادی والا ایک subcontinent ہے، تو وہاں پر جناب والا بلوچستان سب سے پہلے نمبر پر آ رہا ہے۔ یہ بلوچستان کی جو ہیں بلوچستان کا تعارف ہیں جوکل بھی ہم نے کہا کہ وسائل سے مالا مال ہونے کے باوجود بھی۔ اب یہ ہیں global hunger index جو hunger index جو بنایا گیا تھا اس میں یہ دیا گیا تھا۔ اب پاکستان کی صورتحال دیکھ لیں۔ یہ میرے پاس ایک اور index ہے کہ ہم پاکستان اس وقت یعنی 22% پاکستان کی آبادی انہائی بھوک کا شکار ہیں۔ غذا بیت کے محدودی کا شکار ہیں۔ اور ہم سوڈان سے بھی پیچھے ہیں۔ ہم ایکٹوپیا سے بھی پیچھے ہیں۔ ہم نین جیسے چھوٹے ملک سے جس کو بنانا republic کہتے ہیں، ان سے بھی پاکستان پیچھے ہے۔ یعنی ہمارے ہاں بھوک وافر مقدار میں پایا جاتا ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ بھوک بلوچستان میں نہیں ہونی چاہیے۔ بلوچستان میں بھوک کو مٹانے کے لیے اب غذا بیت کا ہم نے، ہماری کچھ commitments ہیں۔ یہ constitution کا آرٹیکل 38 میں اس لیے پڑھ رہا ہوں کہ میں نے جب last time بھی کہا تھا کہ حکومت اللہ تبارک و تعالیٰ نے پتہ نہیں انکو دیا ہے یا کہیں اور سے آ کر انکو ملی ہیں، یہ تو ملک صاحب بہتر بتاسکتے ہیں۔ قدرت کیسے حکومتیں بناتا ہے۔ غریب قوموں پر ظلم و جر کیسے کیا جاتا ہے۔ ملک سکندر صاحب وہ زیادہ بہتر شاید اسلامی حوالے سے بتاتے۔ جہاں جس طرح بھی حکومت ملی، ہم نے اپنے دوستوں کو کہا آپ کو حکومت مبارک ہو۔ ہم آپ کی راہنمائی کریں گے۔ جب آپ خشک سالی کے حوالے سے بلوچستان کو drought affected area declare کروائیں۔ کچھ constitutional provisions ہم nationally، internationally کرائیں گے۔ ہم جائیں گے بلوچستان کے لیے بہت زیادہ وسائل لاائیں گے۔ بلوچستان کی بھوک، پیاس، خشک سالی اور particularly ہم کم از کم اسلام آباد جائیں گے، ایک ساتھ، بلا تفریق کہ ہمارا تعلق اپوزیشن یا حکومت سے ہیں۔ کیونکہ Article-38 Constitution Article یعنی Article 38 اور Article 38 کا جزو ہے (د) وہ کہتا ہے ”کہ ان تمام شہریوں کے لیے جو کمزوری، بیماری یا یہ ورگاری کے باعث مستقل یا عارضی طور پر اپنی روزی نہیں کما سکتے ہوں۔ بلا جاڑ جنس، ذات یا مذہب یا نسل کی بنیاد پر ضروریت زندگی ملا خوارک“۔ یہاں دوبارہ بات ہو رہی ہیں غذا بیت اور خوارک کی۔ تو ”لہذا خوارک، لماس، رہائش، تعلیم اور طبعی امداد مہیا کریں گی“۔ اور بلوچستان میں اس وقت development emergency کی میں نے بات اس لیے

کی کسی پیک اپنی جگہ پر، 10 ارب ڈالر کی refinery آ رہی ہیں وہ اپنی جگہ پر۔ ہماری جو حالات ہیں، بجٹ کی، وہ اپنی جگہ پر، آپ اگر متعدد اور متفق ہوتے ہم اس کی بنیاد پر جا کر بلوچستان کا کیس لڑتے۔ ہم کم ازکم بلوچستان میں development emergency نافذ کر کے بلوچستان کے ان تمام علاقوں میں جہاں بھوک شدومد کے ساتھ پائی جاتی ہیں، جہاں غذائی قلت کی وجہ سے ہماری ماں میں، ہماری بہنیں، اپنے بچوں کا پانچواں بہار نہیں دیکھ پاتی ہیں۔ جہاں پر بلوچستان کے ایک ہزار میں سے ڈیڑھ سو نچے جو ہیں، وہ اپنی زندگی کے پانچوں سال میں پہنچنے سے پہلے مر جاتے ہیں۔ ہم کم ازکم جاتے، انکے لیے کوئی اچھی سی پالیسی اور پلانگ کے ذریعے بلوچستان میں water, sanitation, health, education, nutrition agriculture. یہ ساری چیزیں جو ایک دوسرے کے ساتھ Link ہیں۔ ایک بہت بڑا ڈولپمنٹ کا پنج بلوچستان کے لیے لے آتے۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ اس کو کبھی توجہ نہیں دی گئی۔ ایک اور کیونکہ شاید میرے دوستوں کو یہ علم نہ ہو، بلوچستان اور حکومت پاکستان وہ commitment signatory declaration on human right ہیں UDHR, United Nation کا جو ہمارے ساتھ 1940ء میں پاس ہوا، پاکستان اسکا signatory ہے۔ اور اس کے تحت یہ پاکستان کی ذمہ داری ہے کہ تمام علاقوں میں غذا بھیت سے محروم یا بھوک و افلاس کے خاتمے کے لیے مکمل کوششیں کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ convention on economic social and cultural rights کے بھی signatory ہیں۔ اب آخر میں جناب اپنی وقت کی کمی ہے، میرے دوسرے دوست بھی بات کریں گے، بلوچستان میں ہمیشہ بات ہوتی ہے کہ جی ہم خوشحالی لارہے ہیں۔ بلوچستان میں آبادی لارہے ہیں۔ میں نے آپ کو صورتحال پیش کی۔ کہ جس صوبے میں 38% آبادی غذا بھیت سے محروم ہو، بھوک و افلاس کا شکار ہو، جہاں بلوچستان میں کوئی 62% بچے کسی نہ کسی طرح کی غذا بھیت سے محروم ہوں، وہاں پر جناب والا! 9 ارب روپے کے قریب safe city project پر خرچ کیا جا رہا ہے۔ بلوچستان میں safe city نہیں ہے۔ safe mothers نہیں ہیں۔ بلوچستان میں safe children نہیں ہیں۔ بلوچستان میں safe human-beings بھی کوئی نہیں ہیں۔ بلوچستان کی priorities ہیں۔ ہم اس وقت کہہ رہے تھے کہ بلوچستان کی priorities کو طے کرنے کی ضرورت ہے۔ آیا اس وقت بلوچستان کو کمرے، surveillance کی ضرورت ہے۔ یا بلوچستان کا یہ پیسہ بلوچستان میں غذائی قلت، غذا بھیت سے محروم بچوں کو غذا فراہم کرنے کے لیے خرچ ہونا چاہیے۔ یا بلوچستان میں جو 62% کے قریب جو پینے کے

صف پانی سے محروم ہیں، وہاں پر خرچ کیا جانا چاہیے؟۔ یا 25 لاکھ بیجے جو تعلیم سے محروم ہیں۔ ان پر خرچ کرنا چاہیے؟۔ یہ حکومت کی ترجیحات ہیں۔ وہ بادشاہ لوگ ہیں جو فیصلہ کریں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ تاریخی طور پر ہمارا فرض ہے کہ یہ 7 یا 8 ارب روپے جب آپ safe city کے نام پر گواہ دیا بلوچستان میں لگا رہے ہیں۔ آئین میں ایک commitment کرتے ہیں۔ اللہ اور رسول ﷺ کو حاضر و ناظر جان کر کہ پہلے بلوچستان میں ہمیں safe citizens کی ضرورت ہے۔ جب تک ہر انسان بھوک سے محفوظ نہ ہوا ہو، غربت سے محفوظ بنائیں اس کو۔ پیروزگاری سے محفوظ بنائیں۔ جہالت سے محفوظ بنائیں۔ بلوچستان تب خوشحال بنے گا جب بلوچستان میں آپ safe citizen project شروع کروائیں۔ بلوچستان میں safe cities ترتیلیں (43) شہروں میں کیمرے لگانے سے بلوچستان کے بھوکے، پیاسے اور دنیاوی ضروریات سے محروم انسانوں کو آپ اس طریقے سے وہ mainstream میں، پاکستان کے system میں، پاکستان کی خوشحالی کے پروگرام میں نہیں لاسکتے۔ بلوچستان سے جو ہیں بھوک، غذا نیت، خشک سالی کے ساتھ مسلک ہیں۔ لہذا آپ سے دوبارہ یہی گزارش ہے کہ جو پانچ نومبر کو ہم نے خشک سالی پر بحث کیا۔ خشک سالی اپنی جگہ پر، اُس کے اثرات پانچ، چھ سالوں تک موجود رہیں گے۔ آپ روگنگ دیں کہ وہ 18 کے قریب اصلاح ہیں، وہ قحط زدہ قرار دیئے جائیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جو بلوچستان کی ترجیحات ہیں، بلوچستان اسمبلی میں یہ بھوک اور افلاس کو مٹانے کے لیے جو PSDP بن رہی ہے۔ یا mini-budget بن رہا ہے۔ اسکو کس طریقے سے district profiling بنا کر جن اصلاح میں غربت اور بھوک و افلاس سب سے زیادہ ہیں، اس کے ساتھ مسلک کر کے ایک comprehensive Balochistan development plan بنایا جائے۔ جو بہت حد تک دقیانوںی اور بوسیدہ plan بنے جا رہے ہیں۔ اس سے بلوچستان کی جان خلاصی ہو سکے۔ شکریہ جناب اپنیکر PSDP جناب اپنیکر:- جی شکریہ نہاء بلوچ صاحب۔ سید فضل آغا صاحب۔

اجمیع سید محمد فضل آغا:- ڈسم اللہ الرَّحْمٰن الرَّحِيم۔ شکریہ جناب اپنیکر۔ آج کا موضوع بہت سنجیدہ اور غور طلب بھی اور دکھ کے ساتھ اس پر بحث ہو رہی ہے۔ یہ بلوچستان بالخصوص پاکستان اور اس کے آس پاس کے حالات اور بالعموم قدرت کی طرف سے آفت زدہ ہوئے ہیں۔ پہلی وجہ سے a as مسلمان میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم اللہ سے دور ہیں۔ ہم نے عاجزی ختم کی ہے۔ ہماری انسانوں کے غلط فعلی اور غلط روایوں کی وجہ سے اللہ کی دوسری جو خلوق ہیں، جو جاندار ہیں، جو ہوا میں پھرتے ہیں، جو زمین پر پھرتے ہیں، جو زمین کے

نیچے رہتے ہیں، وہ ہماری وجہ سے یہ بتاہی کاشکار ہیں۔ حضرت ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب لوگ زکواۃ دینا بند کر دیں گے خیرات دینا بند کر دیں گے رشوت لینا شروع کریں گے تو میری طرف سے ان پر بارانِ رحمت بند ہو گی۔ جب لوگ سر زمین سے جنگلات کو صاف کریں گے جب جانوروں کے بے در قتل شروع کریں گے تو اللہ کی طرف سے بارانِ رحمت بند ہوں گی آج ہم سب۔ جناب عبدالخالق صاحب اور اسد صاحب آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ اور قرآن شریف میں آیات شریف ہیں کہ زمین اور سمندر میں جتنے بھی فساد ہوں گے، وہ انسانوں کے ہاتھوں سے ہوں گے۔ اُن کی وجہ سے بر بادی ہو گی۔ اس سب کے ذمہ دار ہم خود ہیں، بحیثیت امت، بحیثیت انسانیت، بحیثیت مسلمان اور پاکستانی ہونے کے۔ اللہ ہم پر حرم فرمائے۔ آمین۔

دوسری وجوہات یہ ہیں کہ بار بار کہنے کے باوجود اللہ کی طرف متوجہ کرنے کے باوجود، اس کے وجوہات ایک تو اللہ کی طرف سے بارشیں کم ہوئی ہیں اس کے علاوہ یہ سوچنا چاہیے کہ یہ آخر ایک دم ہم پر اس لیے یہ مصیبیں آتی کیوں ہیں؟۔ اس میں سب سے پہلے تو ہمارے جو گزشتہ حکومتی جتنے بھی ہیں اور متعلقہ ملکے جو ہیں، اُن کی غلط منصوبہ بندی اور نال دُوراندیشی بھی انہوں نے اس کو صحیح معنوں میں plan ہی نہیں کیا ہمیشہ ملک کے اندر اور صوبے کے اندر *adoptionism* پر کام ہوتا رہا ہے۔ ہم بندربانٹ کاشکار رہے ہیں۔ ہم نے نہ اس ملک کو اور نہ اس صوبے کو *own* کیا ہے۔ ہم نے *long term planning* کبھی کی نہیں۔ نہ ملکہ زراعت نے کی، نہ ملکہ آپاشی نے کی، نہ واپڈا نے کی ہے۔ ہم نے کبھی یہ سروے کیے نہیں، کبھی یہ figures اپنے پاس رکھے نہیں کہ ہمارے پاس سالانہ بارش کتنی ہوتی ہیں۔ ہمارے پاس زیر زمین پانی کتنا ہے۔ ہم اس کو کتنا پوچھ کرتے ہیں۔ کیا یہ *balance* ہم رکھ سکتے ہیں یا نہیں رکھ سکتے ہیں۔ یہ ساری چیزیں ہم نے *fore-cast* نہیں کی۔ ہم نے منصوبہ بندی نہیں کی۔ ہم سالانہ اپنے بجٹ میں لگے رہے ہیں۔ اور جس کا نتیجہ ہمارے اور آپ کے سامنے ہیں۔ آج خشک سالی ہے۔ ہمارے زیر زمین پانی ختم ہو گیا۔ لوگوں کے پاس پینے کا پانی نہیں ہے۔ جس کے نتیجے میں پورا بلوچستان بدحالی کاشکار ہے۔ صرف انسانیت ہی نہیں بلکہ اللہ کی تمام خلوق، ہماری آدمی آبادی مالداری سے منسلک ہیں۔ upper-Balochistan میں ہوں یا lower-Balochistan میں ہوں، یہ پہاڑوں میں پھرتے تھے، چراگا ہوں میں پھرتے تھے، انکے جھرنے بہتے تھے، چشے ہوتے تھے۔ وہاں جانور پانی پینتے تھے۔ اور جا کر پہاڑوں میں گھاس کھاتے تھے۔ اب انکے پاس ایک قطرہ پانی بھی نہیں ہے۔ وہ غریب وہ دربر جن کے جائیداد بھی بھی ہیں جن کا بیگناہ بھی بھی ہیں جن کے موڑ بھی بھی ہیں، جن کا سب کچھ وہی ہیں جو ہمارے اور آپ کی طرح دنیا کے ان آسانشوں سے نا بلد ہیں۔ اُن کی زندگی اتنی

اجیرن ہے کہ نبھی آپ اس کو سوچ بھی نہیں سکتے ہیں۔ وہ بھیڑ، بکریاں جو انکی سب کچھ ہیں۔ ان کی بچوں کی طرح ہیں۔ ان کے سامنے بلک پلک کر مر رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی اُنکے بچے بھی اور خود بھی۔ یہ سب کو سوچنا چاہیے۔ جس کے نتیج میں بلوچستان کے geography پر بہت بڑا اثر پڑ رہا ہے۔ آپ کی آدھی آبادی جو ہیں وہ یہاں سے shift ہو گئی۔ کوئی سندھ جاری ہے۔ کوئی پنجاب جاری ہے۔ آپ کی یہ geography خراب ہو رہی ہے۔ دوسری وجہ اس بربادی کی یہ ہے کہ جب افغانستان کا انقلاب آیا تو مهاجروں کا بہت بڑا آبادی یہاں آیا۔ اور خصوصاً ہمارے دو جو bordering صوبے ہیں، بلوچستان اور KP میں۔ آپ سے ہاؤس میں آرڈر رکھنے کی گزارش کروں گا۔ اگر ساتھیوں نے بات کرنی ہیں تو باہر جا کر کریں۔ لیکن ہمیں disturb نہیں کریں۔

جناب اسپیکر:- اپوزیشن کا بندہ جا کر ادھر بیٹھا ہوا ہے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا:- جی؟۔

جناب اسپیکر:- آپ کا اپوزیشن کا بندہ ادھر سے اٹھ کر ادھر آ کر بیٹھا ہوا ہے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا:- میرا بندہ گیا ہے تو بھی اس نے غلط کیا ہے اگر آپ کا بندہ گیا ہے تو بھی غلط

کیا ہے۔

جناب اسپیکر:- میرے تو سب ہیں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا:- تو پھر آپ ان کو یا تو آرڈر میں رکھیں یا تو جا کروہ اپنے کیف ٹیریا میں بیٹھیں۔

جناب اسپیکر:- میں تو Custodian House کا

انجینئر سید محمد فضل آغا:- گورنمنٹ کی سیٹیں خالی ہیں، ہم اور آپ باتیں کر رہے ہیں، یہ دو، چار کے ہونے یا

نہ ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے۔

جناب اسپیکر:- میں سن رہا ہوں باقی تو ہیں ہی نہیں الحمد للہ۔

عبدالاقیق ہزارہ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکمہ کھلیل و ثقافت):- عمل تو ہم نے کرنا ہے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا:- آپ نے کرنا ہے باقی نہ بھی ہوں تو کوئی بھی فرق نہیں پڑتا ہے۔ تو گزارش یہ

ہے کہ afghan refugees کے آنے کی وجہ سے ہمارے یہ دو صوبے جو ہیں وہ تباہی سے دو چار

ہوئے۔ اس کے لیے مرکزی حکومت نے صحیح planning نہیں کی۔ تھوڑی بہت جو ہماری جنگلات تھے جو

ہماری جڑی بوٹیاں تھیں پہاڑوں سے زمینوں سے وہ سارے۔ وہ مجبور تھے، دربر تھے، بے گھر تھے، بے آسہ

تھے وہاں سے ان پر آگ کی بارش ہو رہی تھی۔ وہ یہاں آ رہے تھے آپ ان کو منع بھی نہیں کر سکتے تھے آپ کے جتنے بھی جنگلات تھے، جڑی بوٹیاں سارے اکھڑ کر چل گئیں۔ اور ہمارے تھوڑے بہت وسائل تھے وہ ان کے ساتھ شریک ہوئے جس کی وجہ دوسرا یہ بھی ہیں کہ یہاں خشک سالی تھی۔ اور یہ صرف مہاجر صرف افغانستان سے نہیں آئے تھے یہ ایران سے بھی آئے ہیں۔ یہ عراق سے بھی آئے۔ یہ برما سے بھی آتے رہے۔ بگلہ دلیش سے بھی آتے رہے۔ کیونکہ پاکستان ایک پناہ گاہ ہے۔ اسلام کے نام پر بنا ہوا ہے۔ جہاں سے جو بھی آ کر یہاں رہتے ہیں۔ جسکی وجہ سے بھی ہے۔ اور خشک سالی کے نتیجے میں جناب والا! آپ کی زراعت تباہ ہو گئی۔ آپ کی مالداری تباہ ہو گئی۔ آپ کے لوگ یہاں سے باہر جانے کی طرف روانہ ہوئے۔ گھروں کو چھوڑ گئے۔ اور یہاں ہم بیماری سے دوچار ہوئے۔ آپ کے اسکول، جس طرح شاء صاحب نے بہت detail سے اس پربات کی۔ تمام آپ کے جو یعنی معاشری اور معاشرتی زندگی پر اس کا بہت بُرا اثر پڑا۔ اور اسکی ذمہ دار پھر میں وہی عرض کروزناگا۔ کہ اسکی ذمہ دار حکومت بلوجستان ہے۔ یعنی موجودہ ہو یا گز شستہ جتنی بھی حکومتیں ہیں۔ اور پھر اس سے بڑی ذمہ داری حکومت پاکستان ہے۔ ہم نے کبھی بھی دُوراندیشی سے کام نہیں لیا ہے۔ ہم نے کبھی بھی fore-seen نہیں کیا ہے۔ اب تو world pollution کی وجہ سے۔ دوسری باتوں کی وجہ سے مزید بھی مشکلات سے ہم دوچار ہو رہے ہیں۔ پھر جیسے ساتھیوں نے عرض کیا کہ ہم نے چار، پانچ مہینے پہلے یہاں ساتھیوں کو بیدار کرنے کی کوشش کی۔ جگانے کی کوشش کی۔ تباہی دن بدن آ رہی ہے۔ بڑھ رہی ہے۔ لیکن اسکے باوجود اس ہاؤس نے سنبھیڈہ اس کو نہیں لیا۔ اور آج بھی ہم دیکھ رہے ہیں۔ اگر کہیں سے کوئی سو، پچاس ٹرک آ گئے۔ چوبیں ضلعوں میں آپ کس کس کو دیں گے۔ کتنے کتنے دیں گے۔ اور کس کے گھر اور گاؤں میں دیں گے۔ تو آپ کے through گزارش ہے کہ آپ خود بھی وزیر اعلیٰ سے بھی کہہ کر۔ ہمیں بھی اگر ساتھ لینا چاہتے ہیں تو مرکزی حکومت سے اس نقطے کو war-footings پر لیا جائے۔ اللہ کی مہربانی سے ایک آدھ بارش جو ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا ابھی کہ اس سے خشک سالی۔ اس سے خشک سالی کہاں دُور ہوئی جناب اسپیکر! بارشیں بیس، تمیں سالوں تک کم ہوتی رہیں۔ وہ جو آپ کا under ground water table catch اور balance نہیں کر سکتے ہیں۔ اور بدقتی سے پھر پھسلے ادوار میں جو سو ڈیز بنائے گئے۔ وہ جن کی specification ہے۔ جن کی campaign ہیں۔ وہ آپ کے سامنے ہے۔ وہ ابھی ہمارے ہاں تو تھوڑی بہت بارشیں ہوئیں۔ سات کروڑ روپے کے ڈیز تھے۔ وہ washout ہو کر چلے گئے۔ اسکو بھی ہم نے کبھی lookafter نہیں کیا۔ جسکی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمارے دلوں میں خوف خدا نہیں ہے۔ اور ہمدردی اور

انسانیت نہیں ہے۔ اور اپنے لوگوں کا ہمارے دلوں میں کوئی خیال اور عزّت اور وقار اور ہمدردی نہیں ہے۔ تو میں آپکے وساطت سے پورے اس ہاؤس سے اور بلوجستان کے تمام کرتا دھرتا سے۔ اُس میں ہم اور یوروکریسی شامل ہیں۔ جسکی زیادہ تر ذمہ دار بلوجستان کی bureaucrats اور politicians ہیں۔ ہمیں اپنے قبلہ درست کرنی چاہیے۔ ہمیں ہذا کی طرف جانا ہے۔ ایک دن یہ سب حساب ہم نے دے دینا ہے۔ ہم میں سے یہاں بیٹھے ہوئے لوگ وہی پسمندہ لوگ ہیں جو آج سے پچاس سال پہلے آج اگر اللہ نے ہمیں کچھ مہربانیاں کچھ لوگ پر فرمائی ہے۔ سو میں سے 05 کے اوپر۔ تو باقی لوگ تو ویسے ہی ہے۔ تو ہم Point zero five کی ذمہ داری یہی ہے کہ ہم اپنے لوگوں کی تمام خیرخواہی کریں۔ انکی بہتری کیلئے ملکر کام کریں۔ میں آپکا بہت مٹکور ہوں۔ بہت شکر یہ۔

جناب اسپیکر:- جی شکر یہ آغا صاحب۔ نصر اللہ زیرے صاحب۔۔۔ (داخلت۔ آوازیں)۔ نام نہیں پکار آپکا۔ اچھا بھی جمعیت کا ایک بندہ بیٹھا ہوا ہے۔

(اس مرحلہ میں کورم کی نشاندہی کی گئی۔ حکم اسپیکر صاحب کورم کی گھنٹیاں، بجائی گئیں)۔

جناب اسپیکر:- جی زیرے صاحب نعم اللہ کریں۔ ایک زیادہ ہو گیا ہے۔

نصر اللہ خان زیرے:- سچ کہوں تو ہر اگلے دلیل دُوں تو ذلیل ہوں۔

یہ سماج جہل کی زد میں ہے۔ یہاں بات کرنا حرام ہے۔

جناب اسپیکر صاحب! آج جس موضوع پر ہمارے دوست بحث کر رہے ہیں۔ یقیناً ہمارے عوام کیلئے ایک المناک صورتحال ہے خنک سالی کا۔ قحط کی، غذائیت کی کمی کا۔ جس کی بہت ایک طویل داستان ہے۔ گزشتہ سالوں جب 96ء کے بعد ایک صورتحال یہاں پیدا ہوئی خنک سالی کا۔ پھر قحط آیا۔ اُس دوران یقیناً ہمارے ایک سروے کے مطابق کم و پیش کوئی بچپاس لا کھپل دار درخت کا ٹے گئے۔ اسی تناسب سے مال و مویشی ہلاک ہو گئے۔ صورتحال اتنی زیادہ خراب ہو گئی کہ بہت سارے لوگوں نے اپنے گاؤں، اپنے علاقے، چھوڑ کر انہوں نے شہروں کا رُخ کیا۔ اور اس سے پہلے بھی 90ء میں اُس وقت یہاں ہمارے ایک مشتر صاحب تھے، حمید خان اچکزئی صاحب۔ چونکہ وہ ایک پڑھے لکھے انسان تھے۔ انکو اداک تھا، اُس دور میں تو انہوں نے اُس وقت ان تمام حالات کا اداک کرتے ہوئے ایک وسیع اس قسم کی ایک feasibility report بنائی۔ یہاں کے تمام علاقوں میں جو مقامی جنگلات ہیں۔ انکی وہ یہاں اگائی ہو جائے۔ اور اسی طرح مختلف علاقوں میں ڈیمز کی تعمیر ہو جائے۔ تاکہ آنے والے دنوں میں ہم اس قحط اور خنک سالی کا سامنا کر سکیں۔ لیکن اُس وقت جو وفا قی

حکومت تھی۔ انہوں نے اس پر اس قسم کی انہوں نے توجہ نہیں دی۔ اور پھر مسلسل، 1990ء کے بعد مسلسل بیہاں ایک ایسی صورتحال رہی۔ ایک جانب خشک سالی تھی۔ قحط تھا۔ دوسری جانب ہماری یہ تمام سرزی میں دھشترداری، فرقہ واریت کا شکار ہوا۔ ہمارے بہت سارے لوگ اس دھشترداری کی وجہ سے وہ متاثر ہوئے۔ اور پھر آپ نے دیکھا کہ ایک خاص قسم کی foreign aid آنے لگی۔ کیری لوگر Bill کے حوالے سے۔ اور وہ بھی آپ نے دیکھا کہ وہ پیسہ بھی بیہاں خرچ نہیں ہوا۔ بالخصوص ان علاقوں کیلئے تھا۔ جو دھشترداری سے متاثر تھے۔ اور پھر یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا جناب اسپیکر! ہم نے کوشش کی۔ ابھی آغا صاحب فرمار ہے تھے۔ انہوں نے تنقید کی۔ لیکن یہ بات حقیقت ہے کہ 2013ء سے 2018ء کے درمیان جو سروے ہوئے ہیں مختلف علاقوں کے مختلف ڈسٹرکٹس کے۔ بالخصوص ڈیزیز کے حوالے سے۔ ان میں بعض ڈیزیز مختلف ڈسٹرکٹس کے منظور بھی ہوئے۔ وفاتی P.S.D.P میں بھی آئے۔ ان میں کام بھی شروع ہوا۔ جناب اسپیکر صاحب! یقیناً خشک سالی کی وجہ سے قحط آتا ہے۔ قحط کی وجہ سے غربت و افلاس۔ اور جس طرح کہا گیا کہ آج ہمارا صوبہ۔ میں تو یہ کہونا گا کہ دنیا بھر میں سے زیادہ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزارنے والے لوگ اس ہمارے province میں موجود ہیں۔ لیکن اگر اس حوالے سے ماضی میں مؤثر اقدامات اٹھائے جاتے۔ بالخصوص خشک سالی کو روکنے کیلئے۔ ان کیلئے بہت سارے کام ہو سکتے تھے۔ کل بھی میں نے کہا تھا کہ ہم سالانہ کوئی چودہ ملین ایکڑ فٹ پانی ہم ضائع کر رہے ہیں۔ اگر یہ پانی ہم سنہjal لیتے۔ اور آپ کو یہ بھی پتہ ہے کہ منگلا اور جوتہ بیلا ڈیم ہے۔ اُنکی capacity کم ہے۔ وہ بارہ ملین ایکڑ فٹ ہے۔ ہمارے پاس پانی زیادہ ہے۔ اور یہ بھی آپ کو پتہ ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ ہمارے صوبے میں کوئی دو کروڑ اسی لاکھ ایکڑ زیمن ایسی ہے کہ ہم اُسے قابل کاشت بنا سکتے ہیں۔ لیکن ہم ان میں سے صرف پچیس لاکھ ایکڑ زیمن ہماری جس پر ہم کاشت کر رہے ہیں۔ اُس میں وہ علاقہ بھی شامل ہے۔ جو گرین بیٹھ کھلاتا ہے۔ نصیر آباد ڈویژن کے وہ علاقے۔ وہ پچیس لاکھ ایکڑ زیمن ہے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ ہم کم و بیش دو کروڑ لاکھ پچاس لاکھ ایکڑ اراضی ہمارے پاس پڑی ہے کہ ہم اُسے قابل کاشت بنا سکتے ہیں۔ لیکن اس حوالے سے ہمارے پاس پانی موجود نہیں ہے۔ اور اس کیلئے یہ لازم ہے کہ ہمارے صوبے میں کم از کم ہزاروں ایسی پہاڑوں میں، ندی نالوں میں ایسی ہمارے پاس جگہیں ہیں کہ ہم وہاں پر ڈیم تعمیر کر سکتے ہیں۔ ہم یہ کر سکتے ہیں کہ ہم اپنے پہاڑوں میں مقامی جو جڑی بولیاں ہیں اُس کو ہم اُنکا سکتے ہیں۔ تاکہ جو ہم نے جنگلات کاٹے ہیں۔ ہم نے قدرت کا نظام خراب کیا۔ اور اُسکی بدولت آج ہم پر بارشیں کم ہو رہی ہیں۔ ابھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ صنوبر کے جو جنگلات ہیں۔ وہ

بھی کم و بیش پچاس فیصد تک وہ جنگلات کائے گئے۔ ہر بولی میں جنگلات ہیں۔ وہ بھی کاٹے گئے۔ کچھ علاقے ژوب کے۔ کچھ ایسے علاقے ہیں جہاں پر وہاں مقامی طور پر یہ پابندی لگائی گئی ہے کہ آپ نے کسی بھی درخت کو نہیں کاٹنا ہے۔ اور اس کے علاوہ ابھی میں، ہم recently ایران گئے تھے۔ ایران میں بھی خشک سالی ہے۔ وہاں پر بھی پانی کی قلت ہے۔ لیکن چونکہ ایک ریاست ہے۔ وہاں پر انہوں نے ایسی منصوبہ بندی کی ہے کہ وہاں پر لوگوں کو، آپ حیران رہیں گے جناب اسپیکر! کہ چاہ بہار سے زاہدان تک چھ سو کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ اب وہاں کی حکومت چاہ بہار سے زاہدان تک پائپ لائن کے ذریعے وہاں پانی لے جا رہے ہیں ابھی۔ ہم نے یہاں منصوبہ بنایا تھا پٹ فیڈر سے کوئی نہ کیلئے۔ یہاں ہم نے منصوبہ بنایا تھا ماس ٹرانزٹ ٹریڈ کوئی نہ کے لیئے۔ حکومت آئی۔ انہوں نے کہا ”کہ یہ not-feasible ہے۔“ اب آپ خود سوچ لیں کہ اس جدید دنیا میں۔ اکیسویں صدی میں۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی اس دنیا میں اب کوئی چیز بھی اب ناممکن نہیں رہا۔ لیکن ہماری حکومت نے اس حکومت نے، موجودہ صوبائی حکومت نے دونوں منصوبوں کو نکال دیا۔ اب آپ خود دیکھیں۔ جناب اسپیکر! آپ کوئی کے تیس لاکھ آبادی کے لوگوں کو کہاں سے پانی دیں گے؟۔ یہاں سے لوگ entire the province کی یہ قلت ہے کہ ہم نے پانی کا نیچرل اسپیس تباہ کر دیا۔ ہم نے اُن میں اتنے پکڑ زکر دیئے کہ یہ اب جو آپ نے نئی تحقیق پڑھی ہوگی جناب اسپیکر!۔ ہمارے ایک جیالوجسٹ ہیں ڈاکٹر دین محمد صاحب۔ انہوں نے تحقیق کی ہے کہ کوئی زمین سالانہ کوئی آٹھ سے بارہ انج سالانہ ہنس رہی ہے زمین۔ اور کم و بیش کوئی پانچ ہزار ٹیوب ویلز ہیں کوئی شہر میں۔ اور انکی وجہ سے خطرہ یہ ہے کہ خُدا نخواستہ اگر کوئی زلزلہ آیا تو یہ زمین ہنس جائیگی۔ آپ نے دیکھا ڈگری کا لج کے سامنے جواراضی ریڈ یو پاکستان کی پڑی ہے۔ اُس میں دراڑیں پڑ گئیں پہچھلے سال۔ زمین بیٹھ گئی ہے۔ اب ہم کب تک ٹیوب ویل پر ٹیوب ویل لگائیں گے۔ کب تک ہم اپنا سالانہ P.S.D.P میں۔ ہم مجبور بھی ہیں۔ ظاہری بات ہے کہ لوگ پانی چاہ رہے ہیں۔ ”کہ ہمیں پانی آپ دے دیں“، لیکن ہم ٹیوب ویل پر ٹیوب ویل لگا رہے ہیں۔ وہ دو سال کے بعد وہ خشک ہو رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! اگر آپ اس کیلئے ایک مستقل لاجئ عمل طنیں کریں گے۔ اس کیلئے ایک ایسی منصوبہ بندی نہیں کریں گے۔ جس کیلئے آپ کو بجائے اس کے کہ آپ ہر روز ایک ہزار فٹ نیچے سے آپ پانی نکالیں۔ نہیں، آپ کو ایسی منصوبہ بندی کرنی ہوگی۔ تاکہ قدرت کی جانب سے بارشیں بھی ہوں۔ اُن بارشوں کا پانی محفوظ بھی ہو۔ اور اس طرح وہ محفوظ ہو گا جب تک بارشیں ہوں گی جب آپ جنگلات اگائیں گے۔ جب آپ تمام ختنی بھی آپ area جن

میں جنگلات ہیں۔ انکو دبارہ آپ نے اگانا ہوگا اُن جنگلات کو۔ تمام پہاڑوں میں آپ نے *tranges* بانی ہوں گی۔ آج سے اگر آپ جائیں گے ان پہاڑوں پر۔ چالیس سال پہلے۔ پچاس سال پہلے بھی یہاں پر *tranges* دی۔ پانی کو وہاں روکا گیا تھا، اپنے اپنے area میں۔ جہاں سے پانی آ رہا تھا۔ وہیں پر وہ روکا گیا۔ جڑی بوٹی خود ایک چھوٹا سا ڈیم ہوتا ہے۔ تاکہ پانی وہاں رُک سکے۔ لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا۔ ہم نے قدرت کے نظام سے ہم نے خود کیا۔ ہم نے nature سے کھینے کی کوشش کی۔ جب ہم نے سے کھینے کی کوشش کی تو لامالہ تباہی ہمارے یہاں پر آگئی۔ ہمارے قدموں کے نیچے ابھی تباہی ہے۔ آج ہم خشک سالی کی وجہ سے آج آپ یقین کریں کہیں کے عوام پانی کے ایک بوند بوند کیلئے ترس رہے ہیں۔ اس لیئے کہ زیرزمین آپکا پانی ختم ہو رہا ہے۔ اور جب تک اس کیلئے ایک ایسی منصوبہ بندی نہ کی جائے۔ اُس وقت تک ہم اس مشکلات کا سامنا نہیں کر سکیں گے۔ جناب اپسیکر صاحب! ویسے تو ہماری جو فصلات ہیں۔ ہماری میوہ جات آپ یقین کریں کہ کتنا ہم جو ہیں ناں اپنی یہ جو سب کی ہماری فعل ہے وہ بھی۔ ہمارا یگر پلکھول ڈیپارٹمنٹ ہے۔ بجائے اُن علاقوں میں کہاں سب کو نہیں اگانا چاہیے۔ سب کے درخت نہیں لگانی چاہیے۔ وہاں ہم سب کے درخت لگا رہے ہیں۔ ہمیں متبادل پر جانا چاہیے کہ سب کی بجائے ہمیں زیتون کے درخت لگانی چاہیے۔ ہمیں ایسے درخت لگانے چاہیے جن میں پانی کا استعمال کم ہو۔ لیکن بہرحال ہماری جو آج کی تباہی ہے اس کیلئے لازم ہے، بجائے اسکے کہ یہاں اپوزیشن ہو، وہاں حکومت ہو، یہ صوبائی حکومت ہو، وفاقی حکومت ہو۔ نہیں اگر وفاقی حکومت چاہ رہی ہے تو وہ لازم ہے جیسے آپ نے کہا کہ آنے والے مہینوں میں ابھی دسوال این ایف سی ایوارڈ ہو گا۔ ہم نے اس فلور پر این ایف سی ایوارڈ کے حوالے سے بڑی طویل ہم نے بحث کی ہے۔ اور ہم نے کہا کہ صرف آپ آبادی کے بنیاد پر این ایف سی تقسیم نہیں کریں۔ آپ آبادی کو رکھیں۔ آپ پسمندگی کو رکھیں اور آپ غربت کو رکھیں۔ اور اس سے بڑھ کر آپ رقبے کو رکھیں۔ کیونکہ ہماری آبادیاں اتنی پچھلی ہوئی ہیں جناب اپسیکر! کہ ایک جگہ پانچ گھروں کو بھی آپ نے پانی دینا ہیں۔ اُن پانچ گھروں کو آپ نے بھلی دینی ہیں اور اُن پانچ گھروں کو آپ نے گیس دینا ہیں، آپ نے سڑکیں دینی ہیں۔ آپ نے زندگی کے تمام سہولیات دینے ہیں۔ لہذا این ایف سی ایوارڈ میں اگر وفاقی حکومت واقعی وہ کہہ رہی ہے کہ نہیں۔ یہ تبدیل شدہ پاکستان ہے۔ تو اس نیا پاکستان میں لازم ہے کہ آپ نے رقبے کو مد نظر رکھتے ہوئے این ایف سی ہمارے حصے میں دینی ہوگی اور یہی جناب اپسیکر! کہ واٹر پالیسی کیلئے ایک الگ رقم رکھی جائے اور وہ بھی اس صوبے کیلئے رکھی جائے اور اگر ہم نے واٹر پالیسی کیلئے ایک الگ رقم این ایف سی ایوارڈ میں نہ رکھی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وفاقی حکومت اس

صوبے کے عوام کے ساتھ ان کی کوئی لچکی نہیں ہے۔ ابھی آپ کو پتہ ہے جناب اسپیکر! کہ باقیں یہ ہو رہی ہیں کہ این ایف سی ایوارڈ میں صوبوں کا حصہ کم کیا جائیگا۔ یہ صریحاً خلاف ورزی ہے اس آئین کے آرٹیکل میں درج ہے جناب اسپیکر! غالباً 163 ہے کہ آپ کسی بھی این ایف سی ایوارڈ میں ماضی کی نسبت آپ اُس میں کمی نہیں کر سکتے ہو۔ آپ اُس کو بڑھا سکتے ہو۔ اگر انہوں نے کمی کرنے کی کوشش کی این ایف سی ایوارڈ میں جناب اسپیکر! اگر ہمارے حصے کو ایک حصہ کم کیا۔ ایک فیصد کم ہوا، دو فیصد کم ہوا تو اس کا مطلب ہے کہ ہمیں اربوں روپے loss ہو گا۔ اور آج یہ حکومت پیٹھی ہوئی ہے کہ انہوں نے 88 ارب روپے کا۔ جب آپ وزیر اعلیٰ تھے آپ نے 88 ارب روپے کا ڈولپمنٹ بجٹ پیش کیا۔ اور آج وزیر اعلیٰ صاحب کہہ رہے ہیں ”کہ ہمارے پاس صرف 88 کروڑ روپے ہیں“۔ آپ کا زیادہ حصہ آپ کا نان ڈولپمنٹ پر جارہا ہے۔ زیادہ حصہ آپ کا نان ڈولپمنٹ میں گیا، ڈولپمنٹ کے لئے آپ کے پاس ایک پیسہ بھی نہیں رہیگا۔ اور مزید آپ دیکھیں کہ لوگ کہہ رہے ہیں ”کہ ہمیں نو کریاں دے دیں“۔ سب کا ڈیماڈ ہے۔ سب ایک پیسے کے گھر لوگ جاتے ہیں۔ وزراء کے گھر ”کہ ہمیں یہ نوکری دے دو“۔ نوکری آپ کہاں سے دینے گے؟ آپ کے پاس پیسہ ہی نہیں ہم کہاں سے نوکریاں دینے گے؟۔ جناب اسپیکر! میرا یہ ڈیماڈ ہو گا کہ ہم نے اس خشک سالی کا مقابلہ کرنا ہے تو یہ لازم ہے کہ این ایف سی ایوارڈ میں صوبوں کا بالخصوص ہمارے صوبے کے حصے کو بڑھانا ہو گا۔ اگر ہم نے این ایف سی میں اپنا حصہ بڑھایا تو کم از کم ہم اس قابل ہو جائیں گے کہ ہم اپنے ان مشکلات کا جس طرح میں نے ذکر کیا۔ اس خشک سالی اور قحط سے منٹنے کیلئے ہمارے پاس کچھ ہو گا۔ بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر:- جی شکریہ زیرے صاحب۔ اچھی تجویز دی ہے۔ محترمہ شاہینہ کا کڑ صاحب۔ میرے پاس نام ہے، میں سب کا پکاروں گا، ایسے اٹھیں گے پھر کبھی نہیں ملے گا۔

محترمہ شاہینہ کا کڑ:- آعوذ باللہ من الشیطون الرجيم اللہ اکرم اللہ عزوجلی۔ سب سے پہلے میں جناب اسپیکر! آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ آپ نے مجھے speech کرنے کا موقع دیا۔ جناب اسپیکر صاحب! صوبہ بلوچستان کے اکثر علاقوں خشک سالی سے متاثر ہیں۔ خاص کر قلعہ سیف اللہ، قلعہ عبداللہ اور پشین زیارت تمام بلوچستان اور دیگر اضلاع کے لوگوں کا دارو مدرا یگریکچر پر ہے۔ لیکن اس وقت پانی نہ ہونے کی وجہ سے ایگر یکچر تباہ ہو چکا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! خشک سالی کی وجہ سے زمینداری بھی مکمل طور تباہ ہو گئی ہے، تمام تر خشک سالی کے لپیٹ میں ہیں۔ اور علاقے کو لوگ نقل مکانی پر مجبور ہے۔ خشک سالی کی وجہ سے مالداروں اور

زمینداروں کو شدید نقصان کا سامنا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب دوسری بات PDMA کی امداد کی فوری ضرورت ہے اور موجودہ صوبائی حکومت کی بھی یہی کوشش ہے۔ ہم یہ موقع بھی رکھتے ہیں کہ متاثرہ علاقوں کیسا تھ پی ڈی ایم اے فوری طور پر امداد بھی کریں۔ تاکہ علاقے کو لوگ سوکھ کا سامنہ لے۔ جناب اسپیکر صاحب وہاں پر پر ایسے علاقے بھی ہیں جو پینے کے پانی کو دور رکھنے والے پر مجبور ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب یہاں پر صوبائی وزیر ضیاء لانگو یہاں پر نہیں ہیں۔ میں اس ایوان کے ذریعے سے ان کو آواز پہنچاتی ہوں کہ متاثرہ علاقوں کے ساتھ بھر پور تعاون کریں۔ اور PDMA کے علاوہ اور بھی چیزیں ہیں کہ ان کو پہنچانا چاہیے۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر:- جی شکریہ محترمہ۔ نور محمد دو مر صاحب۔ فضل آغا صاحب خود کہہ رہے تھے کہ نہضوں سے بات نہیں کرنی چاہیے۔ کرنی ہے تو باہر نکلنا چاہیے۔ لیکن خود کہہ رہے ہیں اور دوسروں کو کہتے ہیں۔ لیکن رولر سب کے لئے ہیں۔ آغا صاحب نے خود یہ رولر بنایا کہ جس نے بات کرنی ہے وہ باہر نکلے۔ جی دو مر صاحب۔

نور محمد دو مر (وزیر مکملہ پی ایچ ای و واسا):۔ آعوذ باللہ من الشیطین الرجیم بِسْمِ اللہِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔

جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے آج ہمارے دوستوں نے جو topic چھپیا ہے جو آج زیر بحث ہے۔ یقیناً خنک سالی پورے بلوچستان میں ہے۔ ہمارے دوستوں کی یہ قرارداد ہے یا ایک topic ہے تو اس سے تو میرے خیال میں سارے ایوان اس بات پر متفق ہونگے کہ بلوچستان میں کچھ اضلاع نہیں بلکہ بلوچستان بھر خنک سالی کی لپیٹ میں ہے۔ تقریباً میں تو کہتا ہوں کہ ابھی جو اضلاع PDMA کی طرف سے آفت زدہ قرار دیے گئے ان کی تو ہم مخالفت تو نہیں کر سکتے لیکن یہ جو رہ گئے کچھ اضلاع ہیں وہ اس سے زیادہ متاثر ہوا ہوگا۔ تو ہماری یہی گزارش یقیناً ہے پورے ایوان کی اور انشاء اللہ ہو جائیگی امید ہے ہمیں پورا بلوچستان متاثر ہے، پورا بلوچستان خنک سالی کی لپیٹ میں ہے۔ بلوچستان بھر کے لوگوں کی ذریعہ معاش یہی ایک زمینداری اور مال میویشی ہے۔ تو بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے زراعت تباہ ہو گئے بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے مال میویشی تباہ ہو گئے۔ میں ایک مثال کے طور پر میرا ڈسٹرکٹ زیارت جو کہ اس وقت آفت زدہ اضلاع میں انہوں نے نہیں ڈالا ہے لست میں نہیں ہے۔ تو میں ان کا ایک حالیہ سروے ہے ہمارے ڈی سی صاحب نے ایک سروے کیا تھا تقریباً 220 بور خنک ہو گئے تو اس سے ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ 220 بور جو خنک ہو گئے تو اس کا مقصد یہ ہے کہ 220 گھر انے متاثر ہو گئے۔ تو 220 گھر انے تو صرف زراعت کی لحاظ سے متاثر ہو گئے تو اسی طرح جب بارشیں نہیں ہیں تو مال میویشی بھی لوگوں کے تباہ ہو گئے۔ ہمارے بلوچستان کے دلوگوں کی ذریعہ معاش دو

چیزوں پر ہے یا زراعت پر ہے یا مال مویشی پر۔ زیارت میں زراعت یقیناً زرعی علاقہ ہے اور اس کے ساتھ میرے ساتھ ہر نائی ہے وہ پھر وہاں کے لوگ اکثر مال مویشی پر depend کرتے ہیں۔ تو اسی طرح پورے بلوچستان جو ہے خشک سالی کی لپیٹ میں ہے اور بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے تقریباً جہاں پر کہیں اگر بارش نہیں ہوا ہے تو پورے بلوچستان میں نہیں ہوا ہے۔ تو پورے بلوچستان کی زراعت کہیں ایک ضلع کی تباہ ہوئی ہے۔ تو پوری بلوچستان کی زراعت تباہ ہوئی ہے، مال مویشی ہر جگہ کی تباہ ہوئی ہے ہمارے بلوچستان میں ویسے تو روزگار ہے نہیں، ہمارے بلوچستان کے نوجوان بیرونی ہے۔ یہی ہمارے ایک ذریعہ معاش ہے تو اس پر ہماری حکومت کو ہماری پی ڈی ایم اے کو ہماری جن دوستوں نے تجویز رکھی ہم اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ پورے بلوچستان کو آفت زدہ قرار دیا جائے اور ساتھ ساتھ میں اپنے آج اس ایوان سے میری ایک عرض ہے کہ آج اللہ تعالیٰ نے ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بارش شروع ہو گئی۔ ہم تو عارضی طور پر ایک امداد دے سکتے ہیں، کوئی پانچ کلو، کوئی دس کلو آٹے سے یا نمک سے یا چینی سے لوگوں کی امداد تو نہیں ہو سکتی ہے۔ بہر حال یہ بارشیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے شروع ہو گئی ہیں۔ تو اس پر ہمیں پورے ایوان کو اظہار تشکر اور تشکر کی دعا کرنی چاہیے۔

جناب اسپیکر:- دعا پڑھ لیا، آپ نہیں تھے۔

نور محمد دومڑ (وزیر ملکہ پی ایچ ای و اسا):۔ اچھا۔ تو ہمارے بلوچستان کے نوجوان بیرونی ہیں، ہمارے زراعت تباہ ہے، ہمارے مال مویشی تباہ ہیں تو اس کیلئے حکومت کچھ نہیں کر سکتی یقیناً حکومت کیا کر سکی ہے، حکومت زیادہ سے زیادہ جو امداد دے رہی ہے۔ یہ صرف حوصلہ افزائی ہو جاتی ہے۔ تو ایک equal formula رکھا جائے سارے ضلعوں کے درمیان تاکہ ضلعوں کے درمیان فرق نہ ہو۔ اور لوگوں کی یہ خدشات دور ہو جائیں۔ تو یہ ایک سلسلہ چلے گا اور ہر جگہ پورے بلوچستان میں لوگوں کو یکساں ایک ہی نظر سے اگر دیکھا جائے تو یہ ہمارے لوگوں کی تجویز ہے۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ PDMA سے گزارش ہے کہ وہ پورے بلوچستان کو آفت زدہ قرار دیا جائے اور پورے بلوچستان کے جن districts کو انہوں نے first-aid جو انہوں نے نہیں دیا ہے وہ کم از کم فوری طور پر پہنچایا جائے اور یہ لوگوں کے درمیان تفریق ہے یہ تفریق ختم ہونی چاہیے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر:- جی شکریہ دو مژہ صاحب۔ میرے خیال میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہی بارانِ رحمت چلتی رہے۔ اور آفت زدہ کے بجائے، وہ بھی گورنمنٹ والے کا بینہ والے دینگے۔ لیکن اللہ سے۔ جی سردار صاحب۔ سردار عبدالرحمن کھیتران (وزیر ملکہ خوراک و سائنس و انفار میشن شکننا لو جی)۔

اللہ تعالیٰ نے کئی

سالوں کے بعد باران رحمت لائی ہے۔ تو آپ بڑے خداتر س آدمی ہیں۔ آپ تھوڑا ساتر س کھا کے آپ کر دیں اجلاس برخواست۔ اور ہم باہر جا کے تھوڑا سا بارش دیکھ لیں۔ قسمت سے آئی ہے۔ کل اس کو پورا کریں گے۔

جناب اپیکر:- جیسے آپ لوگوں کی مرضی ہے۔ ابھی بھی پندرہ بندے ہیں، اس topic پر بولنے والے سردار کی بات ویسے صحیح ہے۔ آپ کے بعد ختم کریں گے۔ جی یونس صاحب! آخری speaker ہیں۔

میر یونس عزیز زہری:- شکر یہ جناب اپیکر صاحب۔ دو منٹ دے دیں دو منٹ سے زیادہ نہیں ہوگا۔ جناب اپیکر! آج جس موضوع پر ہم بات کر رہے تھے اور کر رہے ہیں یا ایک اہم موضوع ہم نے لے لیا ہے، لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے ایک وزیر نے اٹھ کے یہ کہا "کہ جی کورم پورا نہیں ہے لہذا اس topic کو اور اس مسئلے کو نہیں ختم کیا جائے"۔

جناب اپیکر:- نہیں، اس کا مقصد ہے کہ اس ایوان میں سارے موجود ہوں۔

میر یونس عزیز زہری:- جناب اپیکر! میرے خیال میں کہ کوئی وزیر اس کی نشاندہی نہیں کر سکتا۔ تو یہ عالم ہے ہماری، اور جو topic آج آپ نے، ہم نے لی ہے، خشک سالی کے بارے میں۔ تو خشک سالی کا جو بحران آیا ہوا ہے یہ آج سے نہیں ہے یہ میرے خیال میں 70 سالوں سے ہے۔ یہ پانچ میینے یہ ہمارے اس کو بھی اسکے ساتھ گئیں، یہ بھی اسی بحران میں شامل ہے۔ کیونکہ ہماری گورنمنٹ نے آج یہ پانچ مہینہ تک ہمیں ہو رہے ہیں ہم بھی کسی اور کو ایک لیٹر پانی بھی نہیں دے سکے ہیں۔ یا کسی کو کوئی چیز نہیں دے سکے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے جیسے میراضلع ہے، ضلع خضدار، جس کی آبادی 8 لاکھ کے قریب ہے۔ 8 لاکھ کی آبادی میں جو چار ساڑھے چار لاکھ لوگ خشک سالی سے متاثر ہوئے ہیں اور ان میں جورا شن یا پی ڈی ایم اے نے جو پانی نوازش کی ہے وہ ایک ہزار بندوں کے لیے کی ہیں۔ اور پھر ہمارا عالم یہ دیکھ لیں "کہ جی خشک سالی ہے"۔ خشک سالی کے لیے وہاں لوگوں کو جو پہنچے ہیں وہ آپ یہ ہماری دیکھ لیں، وہاں tents روانہ کیے ہیں۔ اور کمبل روانہ کیے، برلن روانہ کیے اور کولر روانہ کیے ہیں۔ یہ ہمارا عالم ہے کہ جی ہم کسی بھی آفت سے یا کسی بھی خشک سالی سے یا کسی زلزلے سے ہم کس طرح نمٹتے ہیں؟ کل کو یہ ہو گا کہ جب اللہ نہ کرے کہ کوئی آفت آ جائے، کوئی زلزلہ آ جائے تو ہم اسکے لیے کیا روانہ کریں گے؟ یہ عالم ہے ہمارے PDMA کا؟ جو بھی تک تمام districts میں، میرے خیال میں سردار صاحب کے district میں بھی یہی چیزیں گئی ہوں گی۔ یہ بالکل یہ ہے۔ یہ ہمارا بھی تک عالم ہے کہ جی ہم روانہ ہے ہیں ایک مہینے سے ڈیڑھ مہینے سے خشک سالی کے لیے اور خشک سالی کا عالم ہمارا یہ ہے کہ ٹینٹ روانہ کیا "کہ جی یہ آپ کا خشک سالی ختم کر دے گا"۔ برلن کمبل اور تکیے روانہ کر دیے گئے۔ یہ عالم ہے

ہمارے خشک سالی سے نمٹنے کا۔ دوسری بات یہ ہے کہ خشک سالی سے نمٹنے کے لیے جو سب سے بڑا ہمارے resources ہیں پانی کا، پانی کے لیے آج تک یہ پانچ ماہ میں پرانوں نے کیا کیا ہے کیا نہیں کیا ہے۔ وہ بھی سامنے آ جائیگا۔ ان کو بھی ہم سامنے لے کر آئیں گے۔ اور اُس کے بعد ہم نے پانچ مہینے میں یہ خشک سالی کا جو بحران یہ پانچ مہینوں میں اور مزید زیادہ ہو چکا ہے۔ اس میں ہم نے کیا کیا ہے کہ آیا ہم نے کسی surveyor کو یہاں پر بھایا ہے؟ آیا کسی consultant سے ہم نے رابطہ کر لیا ہے؟ آیا ہم نے کسی ایسے بندے سے کہ جو پانی کے بحران پر ہمارے ساتھ مدد کر لے، ایسی کچھ بھی نہیں ہے۔ صرف اور صرف ہم کا غذی یا توں پر چل رہے ہیں۔ اور یہ پانچ مہینے سے ہمارے ساتھ میرے خیال میں جو مذاق ہو رہا ہے یہ مذاق پانچ سال بھی یہی چلے گا۔ تو عالم ہے ہمارے اُس کا۔ میں نے دو منٹ آپ سے ماٹکا تھا میں معدارت چاہتا ہوں میرا دو منٹ ابھی پورا ہو چکا ہے۔ آپ کا اور سردار صاحب کا شکر یہ کہ جو مجھے دو منٹ کے لیے فلور دے دیا۔

جناب اسپیکر:- پہلا بندہ ہے جو point to the time سے بات کیا اور time سے۔

سردار عبدالرحمن کھیتران (وزیر یحکمہ خوارک و سائنس و انفار میشن ٹیکنا لو جی)۔ جناب اسپیکر! بہت اچھی باتیں کی ہیں۔ آپ کی اجازت ہے sir میں دو منٹ بول لوں۔

جناب اسپیکر:- نہیں کل ہو گا، آپ نے خود کہا تھا۔

سردار عبدالرحمن کھیتران:- میں update کرتا ہوں ناں تھوڑا سا یہ جو پانی کا مسئلہ ہے؟۔

جناب اسپیکر:- نہیں کل آپ نے خود کہا تھا۔

وزیر یحکمہ خوارک و سائنس و انفار میشن ٹیکنا لو جی:- wind up تو نہیں کر رہے ہیں ناں۔

جناب اسپیکر:- wind up ہو رہا ہے ناں۔

وزیر یحکمہ خوارک و سائنس و انفار میشن ٹیکنا لو جی:- نہیں، اس کارروائی کو تو wind up نہیں کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر:- نہیں نہیں، کل دوبارہ اس پر بات ہو گی۔ ہم نے آپ کی بات مان لی گئی ہے اور دیکھو! ہم کتنا آپ کی قدر کرتے ہیں آپ نے منہ سے نکلا ہم نے منظور کر لیا۔

ثناء اللہ بلوچ:- شکر یہ جناب اسپیکر صاحب! کل اجلاس کوشش کریں وقت پر شروع کریں، کافی دیر سے شروع ہو رہا ہے۔

جناب اسپیکر:- آپ اپنے ممبر ان کو time پر لا کیں، ہم پوچھتے ہیں 10 بندے آئے ہیں، پانچ بندے

آئے ہیں۔ جب تک آپ میں، پھیں بندے اور منظر نہیں آئیں، کون سنے گا اور کس کو سنائیں؟۔ لیکن کوشش کریں کہ مختصر اگر کوئی بات کریں ناں تو پھر اچھا ہو گا۔ باقی ماندہ جتنی کارروائی ہے وہ اگلے اجلاسوں میں ان کو نہیں دیں۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعرات مورخہ 31 جنوری 2019ء بوقت سہ پہر تین بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 06 بجکر 08 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)